U 54471

Title - Khwaja Meer Dard Deewan Hindi

Creator - Khwaja Meer Dard.

Publisher - Matbe. Najmul uloom.

Date — Not Available.

Pages — 96

Subjects - Urdu Shayari - Dardeween.

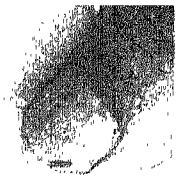

بتوفیق خدا

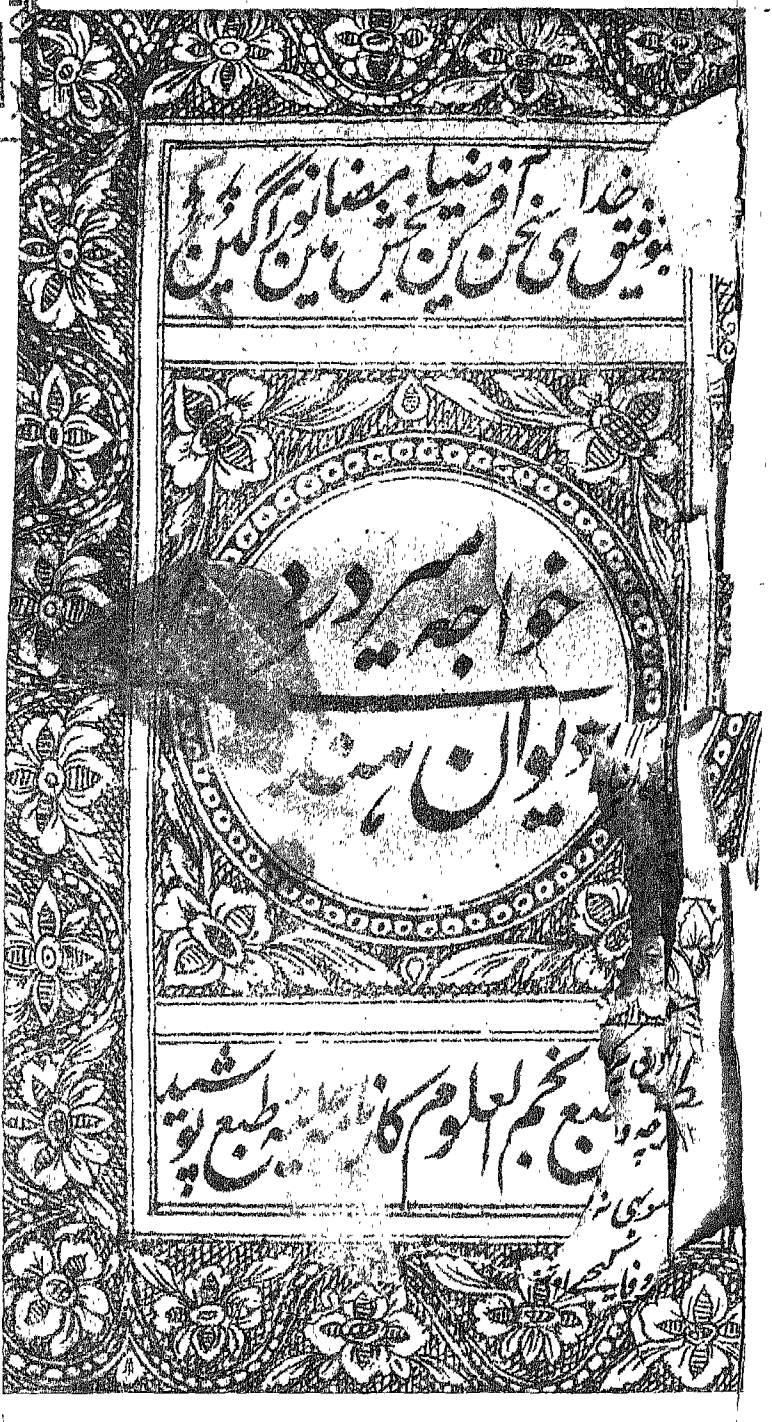

طبع پوشید

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U54471

مقدور ہمین کسکے صفون کی رقم کا
حقا کہ خداوند ہی توضیح و قلم کا

اوس سفر عرب پ ہے
کیا تاب گذر ہو رے تعقل کے قدم کا

بستے ہین ترے سایہ مین پنج پور ہمین
آباد ہر تجسے ہی تو

ہی خوف اگر جی مین تو ہی تیری خشیت سے
ور دل مین بھرو سا ہی تو

۲

مانند حباب آنکھ تو اے دردکھلی تھی
کھینچا نہ پر اس بحر مین عرصہ کوئی دم کا

ماہیتون کو روشن کرتا ہی نور تیرا
اعیان ہین سطا

یان افتقار کا تو اسکان سبب ہوا ہے
ہم ہون نمون ولی ہی ہو

باہر نہ آسکے تو حیثیت خودی ہی اپنے
اے عقل بے حقیقہ

ہی جلوہ گاہ تیرا کیا غیب کیا شہادت
یان بھی شہود

جہتا نہین ہمارا دل تو کسی طرف یان
حمی مین سما رہا ہی از بس غرور تیرا

۵

اے دردِ منبسط ہی ہر سو کمال اوسکا
نقصان گر تو دیکھے تو ہے قصور تیرا

۶

رہا دیر تھا یا کعبہ یا بتخانہ تھا
ہم سبھی مہمان تھے واں تو ہی صاحبخانہ تھا

اے نادانی کہ وقتِ مرگ یہ ثابت ہوا
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

یہ کتوہین ہوا کا کارواں تاراج خیل
آشنا اپنا بھی واں اک سبز کو بیگانہ تھا

کیا مہابن ہر اک کثرت موہوم راہ
کرہ دلی خالی کہ تیرا خاص خلوتخانہ تھا

۷

بھول جا خوش رہو عیش وہ سابق مت یاد کر
دردِ یہ مذکور کیا ہی آشنا تھا یا نہ تھا

۸

دورِ مینا ہی کیا دل کسی رندِ شرابی کا
بٹھا دی منہ [illegible]
مزا پڑتا ہے [illegible] کی
[illegible] کا
[illegible] کا
[illegible] کا

۹

زمانے کی نہ دیکھی جرعہ ریزی دردِ کچھ تو نے
ملایا مثل مینا خاک میں خونِ ہزار ابی کا

۱۰

پھیلا ہے چین میرا جگر دیکھنا
جی نہ ہی یار ہی مجکو اودسے دیکھنا

خورشید رونت ہی مرے سامنے
تو بھی میسر نہیں بہرے نظر دیکھنا

سوبھی نہ تو کوئی دم دیکھ سکا ای فلک
اور تو مان کچھ نتھا ایک نگر دیکھنا

کرو فا کیجیے اوس سے جو واقف نہو
کہتے ہو کس سے یہ تم کہ تو ادھر دیکھنا

مثل شتر رنگ چشم ہستی بی بود ہی
دیکھنہ سکنا اوسے تک بھی جد بسر دیکھنا

۵ نالہ دل کا اثر دیکھ لیا درد بس ۶
جی مین نہ رہ جاے یہ وہ بھی کر دیکھنا

اکسیر پر محمول اتنا نہ ناز کرنا
اچھے ہے کیمیا سے دل کا گداز کرنا

کب دل ہلی کیسکا ہم غمزدون سے کہلکر
ہی ہی دل سے لازم چون خیچہ ساز کرنا

اے آنسو نہ آوے کہ دل کی بات سنہ پر
گر کے ہلم نہین ہمت افشای راز کرنا

تو اپنے ہاتھون آپ ہی پڑتا ہی تفرقہ مین
اے امتیاز نادان تک امتیاز کرنا

۷ ہم جانتے نہین ہین اے درد کیا ہی کعبہ ۸
جبہ پر ملی وہ ابرو اودہر نماز کرنا

مثل نگین جو ہمسے ہوا کام رہگیا
ہم رو سیاہ جاتی رہے نام رہگیا

یارب یہ دل ہی یا کوئی مہمان سرا ہی
غم رہگیا کبھی کبھی آرام رہگیا

ساقی مرے بھی دل کی طرف ٹک نگاہ کر
لب تشنہ تیری بزم مین یہ جام رہگیا

سو بار سوز عشق نے دی آگ پر بنوز
دل وہ کباب ہے کہ جگر خام رہگیا

ہم کب کے چل بسے تھے پر اے شعلہ وصال
کچھ آج ہوتے ہوتے سر انجام رہگیا

مدت سے وہ تپاک تو موقوف ہو گئے
آب گاہ گاہ بوسہ بہ پیغام رہگیا

۸ ازبسکہ ہمنے حرف دوئی کا اوٹھا دیا ۹
اے درد اپنے وقت مین ابہام رہگیا

جب مین آکر ادہر اودہر دیکھا
تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا

جان سے ہو گئے بدن خالی
جس طرف تو نے آنکھ بھر دیکھا

تا فریاد آور زارے — آپ سے ہو سکا سو کر دیکھا
کون لبوں نے نہ کی مسیحائی — ہمنے سو سو طرح سے مر دیکھا

ورد عاشق مزاج سے کوئی
درد کو قصہ مختصر دیکھا

عاشق بیدل تر یاں تک جی ہی سیر تھا — زندگی کا اوسکو جو دم تھا دم شمشیر تھا
قیس کی تو تق تا شیرۂ آتشین نے اسکو بھی — جب تلک پہونچی ہی پہونچی را کہ کا یاں ڈیر تھا
را حرص کرواتی ہی رو بہ یا ربا ب سب دور زیاں — اپنا اپنا بور یے پر جو گدا تھا شیر تھا
در کہ اشک نے میری ملائی کتنی ہی در یا کی بات — دامن صحرا میں ورنہ اسقدر کب گھیر تھا

شیخ کعبہ ہو کے پہونچا ہم کنشت دل میں ہو
ورد منزل ایک تھی تک راہ ہی کا پھیر تھا

یان جسنے جو کہ ٹھہرایا — جب تلک ہو وے آپ ہی کام آیا
برج کچھ الجھ گیا تھا دل — بیوفائی نے تیرے سلجھایا
ہو کیا تک کوئی پیہے جاوے — اس محبت نے جی بہت کھایا
جیکہ تمنی نے سنا نہ وے گا — جو ہمیں دوستی نے دکھلایا

ہم نہ کہتے تھے تنک نہ چڑھ او سکے
ورد کچھ عشق کا مزا پایا

دل کسیوں بھی یہ دل ستا تا رہیگا — تو اک دن مرا جی ہی جاتا رہیگا
جانتا ہوں دل تیرے تئیں — میری مانے تجھکو دلاتا رہیگا
دل کی سے ترے دل کو لے تو جلا ہوں — میں ہو چکونگا جب تک نہ آتا رہیگا

جفا سے غرض امتحان وفا ہے
تو کہہ کب تلک آزماتا رہیگا

قفس مین کوئی تجھسے ای ہمصفیرو
خبر گل کی ہمکو سناتا رہیگا

۱۲

خفا ہوکے ای درد مر تو چلا تو
کہان تک غم اپنا چھپاتا رہیگا

جسے مین ہے سیر عدم کیجیے گا
یک بیک خلق سے رم کیجیے گا

مورد قہر تو یان ہم ہی ہین
اور کس پہ یہ کرم کیجیے گا

سخت بیباک ہے یہ خانہ شوق
اپنے ہاتھون کو تو کم کیجیے گا

ٹک بھی گردون نے اگر فرصت دی
عیش کو کشتہ غم کیجیے گا

گرنے اشک سے مانند شراب
آب و آتش کو بہم کیجیے گا

سینہ و دل کے تئین داغون سے
رشک گلزار ارم کیجیے گا

قصد ہے قطع بطور ستان
عرصہ دیر و حرم کیجیے گا

قطعہ

لہر جب آویگی جی مین جوان برق
راوے اک دو قدم کیجیے گا

۱۳

شدت مہربان دل سے آہ
درد کس طرح سے کم کیجیے گا

سنبے کس رات نالہ سر نہ کیا
پیدا وسے آہ کچھ اثر نہ کیا

سب کے ہان تم ہوے کرم فرما
اس غریب کو کبھو گذر نہ کیا

کیون بھوین تانتے سونپندہ نواز
سینہ کسوقت مین سپر نہ کیا

کتنے بندون کو جان سے کھویا
کچھ خدا کا بھی تونے ڈر نہ کیا

دیکھنے کو رہے ترستے ہم
نہ کیا رحم تونے پر نہ کیا

آپ سے ہم گذر گئے کب کے
کیا ہے ظاہر مین کو سفر نہ کیا

کونسا دل ہے وہ کہ جسمین آہ
خانہ آباد تو نے گھر نہ کیا

تجھ سے ظالم کے سامنے آیا
جان کا مین نے کچھ خطر نہ کیا

سب کے جوہر نظر مین آئے ورد
بے ہنر تو نے کچھ ہنر نہ کیا

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا
پر ترے عہد سے آگے تو یہ دستور نہ تھا

رات مجلس مین تری حسن کے شعلے کے حضور
شمع کے منہ پہ جو دیکھا تو کہین نور نہ تھا

ذکر میرا ہی وہ کرتا تھا صریحا لیکن
مین جو پوچھا تو کہا خیر یہ مذکور نہ تھا

بوسہ دیکھ پر بوسہ ہی تھی آدم کے
وہان پہونچا کہ فرشتے کا بھی قدور نہ تھا

پر شب غم کی تری یان تئین تو کی لیکن
کوئی بھی داغ تھا سینے مین کہ ناسور نہ تھا

تجھ سے آیا خیال تیری ماہ رو
دل نہ تھا کوئی کہ شیشے کی طرح چور نہ تھا

اور رو کے منی سے ای ہاتھ بڑا کیون مانا
رسکے کہ اور سواد دید کے منظور نہ تھا

جب مین کوئی نہ تیرے سنگ ہنسا ہوگا
کہ نہ ہنسنی مین رو دیا ہوگا

اوسنے قصداً بھی میرے نالے کو
نہ سنا ہوگا گر سنا ہوگا

دیکھیے غم سے اسکے جی میرا
نہ بچے گا بچے گا کیا ہوگا

دل زمانے کے ہاتھ سے سالم
کوئی ہوگا کہ رہ گیا ہوگا

حال مجھ غمزدے کا جس تس نے
جب سنا ہوگا رو دیا ہوگا

دل کے پرزے ستم ہی ہوتے ہین
کہین غنچہ کوئی کھلا ہوگا

یک بیک نام لے اوٹھا میرا — جے مین کیا اوسکے آگیا ہوگا
میرے نالون پہ کوئی دنیا مین — قطعہ — بن کیے آہ کم رہا ہوگا
لیکن اوسکو اثر خدا جانے — نہ ہوا ہوگا یا ہوا ہوگا
قتل سے میرے وہ جہان رہا — کسی بدخواہ نے کہا ہوگا

۱۶

دل بھی اے درد قطرۂ خون تھا
آنسوون مین کہین گرا ہوگا

۱۷

تو اپنے دل سے غیر کی الفت نہ کھوسکا — مین چاہون اورکو تو یہ مجھسے نہوسکا
رکھتا ہون ایسی طالع بیدار مین کہ رات — ہمسایہ میرے نالون کی راحت نہ سوسکا
گو نالہ نارسا ہو نہو آہ مین اثر — مین نے تو درگذر نہ کی جو مجھسے ہوسکا
دشت عدم مین ہے کسے آرام کا مقام — کنج جہان مین کھول کے دامن نہ سوسکا

۱۷

جون شمع روتے روتے ہی گذری تمام عمر
تو بھی تو درد داغ جگر مین نہ دھوسکا

اندازہ دو ہی سمجھی مری دل کی آہ کا — زخمی جو کوئی ہوا ہوگا کسی گاہ کا
زاہد کو ہمنے دیکھ لیا جون نگین پس — روشن ہوا ہی نام تو اس سر کا
ہر چند عشق مین تو ہزارون ہین لذتین — لیکن عجب مزا ہی فقط دل کی چاہ کا
لیکر ازل سے تا بہ ابد ایک آن ہے — گر درمیان حساب نہو سال و ماہ کا
رحمت قدم نہ رنجہ کرے کر تو ہو ادھر — یارب ہی کون سہر تو ہمارے گناہ کا
دل اوس مژہ سے رکھیو نہ تو چشم راستے — ای بیخبر ہوا ہی یہ فرقہ سیاہ کا
شاہ و گدا سے اپنے تئین کام کچھ نہین — نے تاج کی ہوس نہ ارادہ کلاہ کا

سر بار دیکھی مین نے تری بیوفائیان
تس پر بھی نت غرور ہی دل مین نباہ کا

۱۸
ای درد چھوڑتا ہی نہین مجکو جذب عشق
کچھ کہربا سے بس نہ چلے برگ کاہ کا

دل کسکی چشم مست کا سرشار ہوگیا
کسکی نظر لگی جو یہ بیمار ہوگیا

کچھ ہی خبر تجھے بھی کہ او مدعا و عشق
عاشق تری گلی مین کسی بار ہوگیا

بیٹھا تھا خضر آکے مری پاس ایکدم
گھبرا کے اپنی زیست سے بیزار ہوگیا

چاک جگر تو سیکڑون خاطر مین کچھ نہ تھے
دل کی طپش کی آگے مین ناچار ہوگیا

کھٹکے کبھو دلون مین نہ تیری صدا جرس
نالہ مرا تو چونکتے ہی یار ہوگیا

۱۹
ای درد ہمسے یار ہی آب تو سلوک مین
خط زخم دل کو مرہم زنگار ہوگیا

تجھنے تو ایک دن بھی نہ ایدہ سر گندہ کیا
بھنبے ہی اس جہان سے آخر سفر کیا

جسکے سبب سے دیر کو تو نے کیا خراب
ای شیخ اون بتون نے مری دل مین گھر کیا

تیری سبب سے اور بھی مجھپر غضب ہوا
ای نالہ واہ خوب ہی تو نے اثر کیا

کم فرصتی نے ہستی بے اعتبار کی
شرمندہ تیرے آگے ہمین ای شرر کیا

پیکان و دل کے ساتھ ہوا جب معاوضہ
سینہ سے تب خدنگ نے تیری گذر کیا

۲۰
روتا ہون گرم جوشی مے یاد کرکے درد
آتش نے مجکو شمع کے مانند تر کیا

شب گذری آ ورا فتاب نکلا
تو گھر سے پہلا شتاب نکلا

ای آتش عشق جسکو ہم یان
دل سمجھے تھے سو کباب نکلا

ایدھر کو جو مسکرکے دیکھا
کچھ تو جے سے حجاب نکلا
سہر چند کیے ہزار نالے
پر دل سے نہ اضطراب نکلا

۵

سیخانۂ عشق مین تو اے درد
تجھ سا نہ کوئے خراب نکلا

مانند فلک دل متوطن ہی سفر کا
معلوم نہین اسکا ارادہ ہی کدہر کا
جون چاہیے اوسطرح جہان ہمسی نہوگا
کر اپنے ذہن سی ہی تو وصف اپنی کمر کا
آزاد کسیکی بھی اوٹھاتے نہین منت
دیکھا نہ کسی سرو کو نہ بار ثمر کا
بے خون جگر داغ تو مرجا ہی چاہیے تھی
ہوتا نہ اگر چشمہ مرے دیدۂ تر کا

۲۴

کہسار پہ ہر سنگ یہ کہتا تہا پکارے
ای درد مقر ہون تری نالون کی اثر کا

۵

کھر جا تک بات کی بات ای صبا
کوئی دم کو ہم بھی ہوتے ہین ہوا
لے نہ جاوے حرص اہل فقر کو
یہ سکے کب موج نقش بوریا
رات جب پہونچا ہین اوسکی لبدرد
جون زبان شمع گرتھا مدعا
کہل گیا جو کچھ کہ تھا اے نیستی
ہستئے موہوم کا یان افترا

۲۳

درد میری تیرہ بختی کے تئین
ڈہونڈہیو ہمسایہ ظل ہما

۵

کہلا دروازہ ہر دل پہ از بس اور عالم کا
نہ اندیشہ ہو شادی کا مجھو نی فکر ہی غم کا
بلند و پست سب ہموار ہین یان اپنی نظر مین
برابر ساز مین ہوتا ہے جون سر زیر اور بم کا
گلستان جہان کا دیکھ کر چشم عبرت سے
کہ ہر یک سرو قد ہی اس چمن مین نخل ماتم کا

چمن مین باغبان ہی صبح کو کہتا تھا یہ بلبل
گلون کے منہ پہ یون چہتی ہی دیدہ دیکھیہ شبنم کا

۲۴

سنین مذکور شاہان دہر کو اپنی مجلس مین
کہیو کچھ ذکر آیا ہی تو ابراہیم ادہم کا

۶

سینہ و دل حسرتون سے بھر گیا
بس ہمو ہم یاس سے جی بھر گیا

تجھ سے کچھ دیکھا نہ ہمنے جز جفا
پر وہ کیا کچھ ہے کہ جی کو بھا گیا

کہل نہین سکتی ہین اب آنکھین مری
جی مین یہ کسکا تصور آگیا

مین تو کچھ ظاہر نہ کی تھی دل کی بات
پر مری نظرون کی ڈھب بھی پا گیا

پی گئی کتنون کا لہو تیرے یار
غم ترا کتنے کلیجے کھا گیا

۲۷

مٹ گئی تھی اوسکے جی سے کچھ جھجک
درد کچھ بک بک کے تو جی کا گیا

دنیا مین کون کون نہ یکبار ہو گیا
پر منہ پھر اسطرف نہ کیا اوسنے جو گیا

پھر اب ہے میری خاک صبا در بدر لیے
اے چشم اشکبار یہ کیا تجھکو ہو گیا

آگاہ اوس جہان سے نہین غیر بیخبر دان
جاکا وہی اور ہر سی جو سوتہ آنکھ سے گیا

طوفان نوح نے تو ڈبائی زمین فقط
مین ننگ خلق سارے خدائی ڈبو گیا

برہم کہین نہو گل و بلبل کے آشتی
قصہ ہمارے باغ مین ورنہ تو ہو گیا

واعظ کسی ڈرائی ہی یوم الحساب سے
کہہ یہ مرا تو نامۂ اعمال دہو گیا

ہو یگی اہل جان مین بھی گفتگو کبھو
یان مین زمین شعر مین یہ نیچم بو گیا

آیا نہ اعتدال پہ ہرگز مزاج دہر
مین گرچہ بہر دہر زمانہ سہو گیا

ای درد جبکہ آنکھ کہلی اس جہان مین
شبنم کی طرح جان کو اپنی رو گیا

غزل

۲۶

تجھی کو جو یان جلوہ فرما نہ دیکھا
برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا

مرا غنچۂ دل ہے وہ دل گرفتہ
کہ جسکو کسو نے کبھو وا نہ دیکھا

یگانہ ہے تو آہ بیگانگی مین
کوئی دوسرا اور ایسا نہ دیکھا

اذیت مصیبت ملامت بلا ہین
ترے عشق مین ہمنے کیا کیا نہ دیکھا

کیا محو واعظ نے سرو چراغان
کبھو تو نے آکر تماشا نہ دیکھا

تغافل نے تیرے یہ کچھ دن دکھائی
ادھر تو نے لیکن نہ دیکھا نہ دیکھا

حجاب رخ یار تھے آپ ہی ہم
کبھی آنکھ جب کوئی پردا نہ دیکھا

۲۷

شب و روز ای دود دیدہ ہون اوسکے
کسو نے جسے یان نہ سمجھا نہ دیکھا

نشہ کیا جانے وہ کمبخت کومی آشام ہے شیشا
جہان مین دختر رز سے عجب بدنام ہے شیشا

صراحی و کدہ تک صاف اب ساقی بھری لی ہے
مگر اپنا ہے خالی جون دل ناکام ہے شیشا

شب و روز اسطرح گذری ہے اپنی تو نہ پوچھو کچھ
صراحی صبح کو گر بادہ ہی تو شام ہے شیشا

نگاہ مست ان آنکھون کی تک ادھر ہی ساقیا
کہ ہم کم حوصلون کے حق مین ہر یک جام ہے شیشا

نہو کل کل سنگفتہ کیون کہ دل اے درد مستون کا
می گلگون کی دولت سر بسر گلفام ہے شیشا

تو بن کے گھر سے کل گیا تھا
اپنا بھی تو جی نکل گیا تھا

اب دل کو سنبھالنا ہے مشکل
اگلے دنون کچھ سنبھل گیا تھا

آنسو سرے جو اونھون نے پونچھے
کل دیکھا رقیب جل گیا تھا

پھر ہونے لگا یہ دل تو بیچین
کتنے روزون بہل گیا تھا

بارے پھر مہربان ہوا ہے
بسطرح سے کچھ بہل گیا تھا

شب تک جو ہوا تھا دو ملاقات
اپنا بھی تو جی سنبھل گیا تھا

۲۹

مین سامنے سے جو مسکرایا
ہنوز مجھ اوسکا بھی درد دل گیا تھا

یون ہی ٹھہری کہ ابھی جائیگا
پھر شتابی تو بھلا آئیگا

جی کی جی ہی مین نہ رکھہ جائیگا
بات جو ہوگی سو فرمائیگا

رخ ہمارا بھے اگر پائیگا
تو ہی منہ اپنا بھی دکھلائیگا

مین جو پوچھا کبھو آؤ گے کہا
جے مین آجائیگا تو آئیگا

کیونکہ گذرے گے بھلا دیکھون ہون
کر اسیطرح سے شرمائیگا

مین خدا جانے یہ کیا دیکھون ہون
آپ کچھ جے مین نہ بھر جائیگا

میرے ہونے سے عبث کہتے ہو
پھر اکیلے بھی تو گھبرائیگا

پوچھہ کر حال تو پھر سنتے ہین
بس مجھے اور نہ کچھ آئیگا

کبھو بھکو بھی بھلا کو چون مین
پھرتے چلتے نظر آجائیگا

زلف مین دل کو تو اوجھاتے ہو
پھر اسے آپ ہی سلجھائیگا

صورت اورون ہی کو فرماتے ہو
کبھو بندے کو بھی فرمائیگا

قتل تو کرتے ہو مجھکو لیکن
بہت سا آپ ہی پچھتائیگا

ہم و دیر تو ہم پہچان چکے
کہین اوسکا بھی نشان پائیگا

درد ہم اوسکو تو سمجھائینگے پر
اپنے تئین آپ ہی سمجھائیگا

غزل

۳۰

بیجا ہر کہ سین غنچہ دل سے ملا تہا
کل اوسکا گریبان دست صبا تہا

تنہا مرغص ہوئی نا امید سے
یہ کیا ہو گیا اور مری دل مین کیا تہا

جو اس طرح غیرون سے ملتا پہری ہے
کبہی تو ہمارا بہی وہ آشنا تہا

کہا مین مرا حال تم تک بہی پہونچا
کہا تب اچنبہا سا کچہ مین سنا تہا

برائی تری کچہ نہین بات کیا ہے
مرا دل ہی یہ میرے حق مین برا تہا

تم آکر جو پہلے ہی مجہسے ملے تہے
نگاہون مین جادو سا کچہ کر دیا تہا

۳۱

بہائین جو کچہ اوسکی ملنے سے دیکہین
نہ ملتے تو اے دروا اس سے بہلا تہا

اپنا تو نہین یار مین کچہ یار ہون تیرا
تو جسکی طرف ہووے طرفدار ہون تیرا

کرتے ہے یہ مری جی نہ کڑہا تیری بلا سے
اپنا تو نہین غم مجہے غمخوار ہون تیرا

ترچہا ہے نہ چاہی مجہے کچہ کام نہین ہے
آزاد ہون اس سے بہی گرفتار ہون تیرا

تو ہووے جہان مجہکو بہی ہونا وہین لازم
تو گل ہے مری جان تو مین خار ہون تیرا

ہی عشق سی میرے ہی تری حسن کا شہرہ
مین کچہ نہین پر گرمی بازار ہون تیرا

میری ہی طرف تو نکبی آجا مرے یوسف
بڈہیا کی طرح مین بہی خریدار ہون تیرا

۳۲

ای دروغچے کچہ نہین اب اور تو آزار
اوس چشم سے کہدینا کہ بیمار ہون تیرا

تو کب تئین جیسے سانہ مری جان ملیگا
ایسا بہی کبہو ہوگا کہ ہم آن ملیگا

چلیے کہین اوس جا پہ کہ ہم تم ہون اکیلے
گوشہ نہ ملیگا کوئی میدان ملیگا

شیوہ نہین اپنا تو عیب ہزرہ یہ کہنا
کچھ بات کہینگے جو کوئی کان سے گا

دیکھیگا میرے ہی طرح دین کو اپنے
کافر جو ترے ساتھ سا مان سے گا

تو دیکھ ہی پر اپنی بلا بھیجے کب آوے
ملجا ہیگا تو دور سے پہچان سے گا

یون وعدہ تری دل کی تسلی نہین کرتی
تسکین تبھی ہو مری جب آن سے گا

۳۳

ری دیر و کہا مین نے ملو جب سے کہ چاہو
کہنے لگا تجھا کوئی انسان سے گا

۵

حسرت ہی اٹھا کر دو جگر ہی سے باہر نکلا
اور دہر ہی اتفاقاً پہرتے پہرتے مین ہی نکلا

مرے دل کی جو تو ہر دم بھلا اتنا ٹٹولی ہے
تصور کی سوا تیری بتا تو اسمین کیا نکلا

مین رہتا حال کہہ سارا جو پوچھا وعدہ کیونکر
کہا سن سن کی سب باتون کو آخر مدعا نکلا

مری تعریف کی تھی اوس سے بیشک نے سنکر
لگا کہنے جو سنتے تھی وہ اپنا آشنا نکلا

۳۴

ملی ہی درد اوسکی ساتھ دیکھا تو غریبی سے
گھمنڈ اوسکے جو تھا جی مین سو اب پیدا کیا نکلا

۵

تری کہنے سے مین لیکن باہر ہو نہین سکتا
ارادہ صبر کا کرتا تو ہون پر ہو نہین سکتا

کہا جب مین ترا بوسہ تو جیسے قند ہی پیارے
لگا تب کہنے پر قند مکرر ہو نہین سکتا

دل آوارہ اولجھیا ان کسوکی زلف سے یارب
علاج آوارگی کا اس سے بہتر ہو نہین سکتا

مری بی صبر یون کے بات سن سب سے وہ کہتا ہے
تحمل مجھسے بھی تو حال سنکر ہو نہین سکتا

کری کیا فائدہ ناچیز کو تقلید اچھون کی
کہ جم جانے سے کچھ اولا تو گوہر ہو نہین سکتا

نہین چلتا ہے کچھ اتنا تو تیری عشق کی آگے
ہمارے دل پہ کوئی اور تو ور ہو نہین سکتا

کہا مین یون تو مجسا تی ہوا کر بعد مدت کے
اگر چاہو تو یہ کیا تم سے کشور ہو نہین سکتا

قطعہ

لگا کہنے سمجھ اس بات کو تو کہ جلد آشنا — تری گمراہی جانے مین مرا گھر ہو نہین سکتا

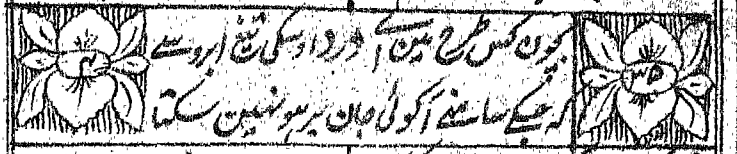

بچون کس طرح مین آکے ورد اسکی تیغ ابرو سے
کہ جسکے سامنے آکوئی جان بر ہو نہین سکتا

جب تک ہی دل کے شیشے مین رنگ امتیاز کا — ہی ای پری تبھی تئین آئینہ ناز کا
جسکے حباب کی یہ سبحہ نماز ہین نیاز — دامن ہی ہاتھ مین مرا اوس بے نیاز کا
ہی کوتہی اجل کی طرف سے ہی ورنہ مین — اک عمر ہی اسیر ہون زلف دراز کا

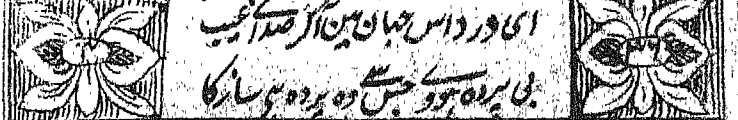

ای ورد اس جہان مین اگر صد اغیب
بی پردہ ہووے جس سے وہ پردہ ہی ساز کا

کل گلزار خوش نہین آتا — باغ بے یار خوش نہین آتا
اے جنون جیب مین ترے ہاتھون — ایک بھی تار خوش نہین آتا
کیا جفا کے سوا تجھے کچھ اور — اے ستمگار خوش نہین آتا

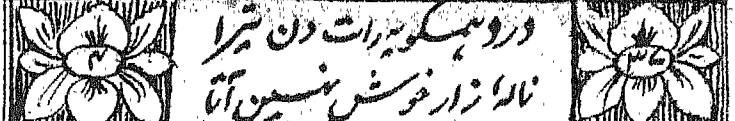

ورد ہیگو یہ رات دن تیرا
نالہ زار خوش نہین آتا

بہر ادھی ہین یہ نمود سی معمور ہی شیشا — تجلی پہ نظر کرا سکے کوہ طور ہی شیشا
شتابی میکدہ مین آکہین تجھ بن تو ای ساقی — پڑا ہی جام بی کیفیت و مخمور ہے شیشا
بغل مین اپنی بیٹھا ہی ہے یہ دختر رز کو — نپو چھو اسکو ہیا دانہ انگور ہی شیشا

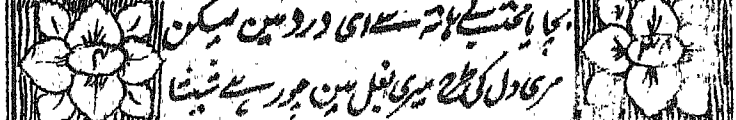

بجا یا محتسب کے ہاتھ سے ای ورد مین لیکن
مری دل کی طرح میری بغل مین چور ہے شیشا

ای شانہ تو ہو جو دشمن ہمارے جی کا — کہین نکلیو نہ ہو کوئی زلفون کا بال بیکا

پھیلا ہے تیرگی کا فلک پر سبب یہ ہے — شمع حرم بھی دی ہے ماتھی پر اپنے پٹکا
گذرا تھا لیلۂ مرت دو گھنٹے سے ہو کر — ای کوتھی نالہ یہ وقت تھا گئی کا

۳ — جوں شمع تو نے جلد ہر نظر ین دیکھا کے دیکھا
پروانہ وار جی ہے جاتا رہا کسی کا

تو ہے نہ اگر ملا کرے گا — عاشق پھر جی کے کیا کریگا
اپنی آنکھوں اوسے مین دیکھون — ایسا بھی کبھو خدا کریگا
گر ہین یہی ڈھنگ تیرے ظالم — دیکھین گے کوئے وفا کریگا

غزل

۴

اہل زمانہ آگے بھی تھی اور زمانہ تھا — پر اب جو کچھ ہے یہ تو کسو نے سنا نہ تھا
چپکا عبث ہین کوئی غنچہ چمن ہین آہ — ای تو سن بہار تجھے تازیانہ تھا

۳ — ماہ رخین ابھی تجھے غافل پہ غنر یب
معلوم ہو ویگا کہ یہ عالم فسا د تھا

حال یہ کچھ تو ہے اب دلکی توانائی کا — کر یہ طاقت نہین لون نام شکیبائی کا
ای شب ہجر نہین ہے یہ سیاہی تیرے — خرمن گردون پہ بھی تیرے کسی سودائی کا

۳ — نام سنتا نہین زاہد تری حرمت کا کوئی
مشہور ایسا ہے جہان مین مری رسوائی کا

کہا کا ساقی اور مینا کدہ ہر کا جام و میخانا — شمال زندگی بھر اب اپنا آپ ہی پہچانا
کسو سے کیا بیان کیجے اس اپنے حال ابتر کو — دل اوسکے ہاتھ دی بیٹھے جسے جانا نہ پہچانا
نظر جب دل پہ کی دیکھا تو سب کو دغلا یقی ہے — کوئی کعبہ سمجھتا ہے کوئی سمجھے ہے بتخانا

ولہ

اے شمع روز لیکہ ترا انتظار تھا
میں ایک ساہی شعلہ صفت بیقرار تھا

ظالم یہ صید دل سر فتراک سے ترے
او بیوقت سے بندہاہی کہ تونے سوار تھا

مدت کے بعد خط سے یہ ظاہر ہوا کہ عشق
تیری طرف سے حسن کے دل مین غبار تھا

ولہ

وہ دن کدہر گئے کہ نہین جی فراغ تھا
یعنے کبھو تو اپنے بھی دل تھا دماغ تھا

جلتا ہی اب پڑا خس و خاشاک مین ہوا
وہ گل کہ ایک عمر چمن کا چراغ تھا

گذرون ہون جس خرابی پہ کہتے ہین اب کے لوگ
ہی کوئی دن کی بات یہ گھر بھی باغ تھا

رباعیات

کچھ تشنہ لے ترے لفز نہ کیا
تجھکو اے انتظار دیکھہ لیا

تشنگے اور بھی بھڑکتے گئے
جون جون مین آنسوون کو اپنی پیا

ایضاً

زلفون مین کسکے جو گرفتار نہوتا
کچھ کام مجھے سے شب تار نہوتا

مرنا ہے لکھا ہی مری قسمت مین غریبان
گر زندگی ہوتی تو یہ آزار نہوتا

ایضاً

ایک تو ہون شکستہ دل تسپہ یہ جور یہ جفا
سختی عشق واہ واجی منہ اتسم ہوا

جان کے بدلے کیا تھا وعدہ اک لگاوٹ کا تھا
سو بھی نہ تجھسے ہو سکا مفت ہی خفت جی لیا

ایضاً

جلوہ تو ہر اک طرح کا ہر شان مین دیکھا
جو کچھ کہ سنا تجھ مین سو آنان مین دیکھا

جون نخچیر بجز اک دل صد چاک نہ پایا
سنہ داؤں کے جب ہی گریبان میں دیکھا

ایضاً

ناصح میں دین و دل کی تیئیں اب تو کھو چکا
مطلب ہے جو جنوں سے سو جو ہونا تھا ہو چکا

زاہد کہا کرے ہی وضو کو کہ روز و شب
چاہے ہے کہ دل سے دھوئے کدورت سو دھو چکا

ایضاً

ذکر جانے بھی دو ہم دل طپیدگان کا
احوال کچھ نہ پوچھو آشفتہ سیدگان کا

سیر چمن کو جی نہ بچھڑ بوے گل کی
راہن نہ ہو کسی پر از خود رمیدگان کا

افراد

دیکھ کر حال پریشان عاشقان زار کا
بان کر معشوقوں نے بھی رونا اپنا ہی رہا

محبت نے تجھ کو ثمر جو دیا
سو یہ ہے کہ سب کا ہی کھو دیا

شکوہ ہے تجھ کس سے گا کس سے پیٹھا
مانند فلک اپنی ہی گردش ہے ستانا

ہنسنے چلا ہی پر دس کو چپ سی آ نہ گیا
واں سے جو نقش قدم دل تو اوٹھایا گیا

فلک پہ کون کہتا ہے گذر آہ سحر کرنا
جہاں جی چاہے ہے واں پر جا کسی کا اثر کرنا

عمل مری زنجیر نے رفتار میں ایسا کیا
حشر کو بھی شور جو سونا نہ تھا بر پا کیا

بے یار خلق کرتی ہے اپنے کمال کا
پہ آئنہ ہی جلوہ زد شوخی جمال کا

خط کے آنے سے ہوا معلوم جاتا حسن کا
نوخطوں نے اب کمال پیش جانا حسن کا

تھا لوں کٹ گئے سنتے ہی مجلس میں تیرے نام
زبان کا اب ہے معلوم جوہر تیغ ہو گویا

بارے مجھے بتا تو سہی کیا سبب ہوا
پھر مجھ پہ مہربان سہا تو غضب ہوا

گنگہ کرتا نہیں میں کچھ تری نامہربانی کا
مجھے شکوہ ہے اپنی [illegible]

رسوائیان اوٹھائین جو روعتاب دیکھا
عاشق تو ہم ہوے پر کیا کیا عذاب دیکھا

آتش شباب نے ہین درد بلبل کے
آتش گل سے آج پھول پڑا

ردیف الباء

تھا عدم مین سبی مجھے اک پیچ و تاب
مضطرب ہو جس طرح موج سراب

بی بضاعت ہین سب اہل زرق و برق
چشمۂ خورشید مین کمید ہر ہی آب

موت ہے آسائش افتادگان
چشم نقش پا کا مٹ جانا ہے خواب

کیون نہو شرمندۂ روے زمین
سیل اشک ایسا نہین خانہ خراب

ہی تنک ظرفون کو جا ے کسفی
جام مے کب ہو سکے جام حباب

چل نہ جا وین ہین جو صاحب صلہ
پای خم بغر ش مین کب لا وے شراب

ہستی ہین کوئی کبھو دل مردگان
گور کے لب پر تبسم کیا حساب

مے کشان کرنے لگے محنت کشے
درد ہوتا ہے دل یاران کباب

ردیف التاء

دہ ہو کر کہین تو ہوا بی حجاب رات
تنہا شش جہات مجھے ہیچ و تاب رات

ہم روسیاہ دن کو تو کیا منہ کہا سکین
جون شمع چاہتے ہین کہ ہو نے شتاب رات

تیری گلی مین ای بت بی مہر دن کی طرح
لایا تہا پر مجھے دل خانہ خراب رات

دان تم تو اپنے خوش رہے ہو گے یہ کہا کہون
گذرا ہے میرے جی پہ جو کچھ یان عذاب رات

تو شام سے جو ای مری خورشید رو گیا
انجم کی طرح آئی نہ آنکھون مین خواب رات

میری گناہ آتے ہین کوئی شمار مین
ای درد مین نے جی مین کیا تہا حساب رات

ولہ

زاہد اگر نہیں کی تو نے کسو سے بیعت
پیر مغاں کی ہاں کر دست کسو سے بیعت

آوے نجات سو کہنا ہر وقت دستگیری
اس سلسلے میں کی ہے دل نے کسو سے بیعت

گر کہنچ چلے جان اپنی شیخ کو دے
کوئی زندہ دل کرے ہے اس دشمنی سے بیعت

ردیف الجیم فارسی

آئیے کسو طرح ای درد بیخانہ کے بیچ
اور ہی مستی ہے اپنی دل کے پیمانہ کے بیچ

آئینہ کی طرح غافل کھول چھاتی کے کواڑ
دیکھ تو ہے کون ہر تیری کاشانے کے بیچ

سیر باغ و بوستان تو ہے سیر ہر گھڑی
آئیے گاہے فقیروں کے بھی ویرانے کے بیچ

ہر نفس ہیں مرگ میں سو ہیے پہنچا چاہیے
کون جانے آہ کیا نوبت ہے مر جانے کے بیچ

عقدہ دل کھول مثل قطرہ نادان تا بکے
جون گہر غلطان رہے گا آب ہو جانے کے بیچ

ہیچ دہاں تنا جو ہے یاں اس دل صد چاک کو
ظرف او بھی ہے کسی کی ظاہر اشانے کے بیچ

بخت خواب آلود نے میرے سلایا اور کسو در پر
ورنہ پہونچا تھا ہی افسوں میں نے افسانے کے بیچ

نہ کہو جب چلے ہے سر انجمن کے بیچ
کچھ آپ ہی آپ ہیچ وہ رہتا ہے من کے بیچ

اے بیخبر تو آپ سے غافل نہ بیٹھ رہ
جون شعلہ یاں صفر ہے ہیٹھ رہ کے ہے بیچ

تکلم نہیں ہیں دیدہ بینا مگر نہ یاں
یوسف چھپا ہوا ہے کنعان کے ہر پیرہن کے بیچ

سودا اگر ہے دور تو خاموش ہے رہے
جون غنچہ سو زبان ہیں اور کے دہن کے بیچ

درد و جگر تا نہیں اب تو لطف ہر کچھ ہیچ	جیب پاہو گا سودے کو تو شغل خاطر کے ہیچ

ردیف الراء

کیونکر میں خاکے الوان ہو ذرہ دل حیران پر	مانند شمع میرے کب حسکم ہو زبان پر
میں کس طرح بتوں کو لاتا نہیں جھکا دوں	دل تو دو نیچ اپنا کیجیے ہے آسمان پر
کب اختیار اپنا ہوں گل ہے اس چمن میں	گلچین ہو کیا چلے ہے کیا زور باغبان پر
چاہی کہ بات جی کی شیشہ پہ آ کے میرے	انہو دہان کو لا کر رکھ دو مرے دہان پر
میں جانتا نہیں ہوں بیٹھے بٹھائے یارب	یوں آ پڑی کہ ان سے گفت میری جان پر
ہمارا نگہ پہ دل یاں دونوں طرف سے دوڑے	دونوں مقابل آویں جیسے طرح رسیمان پر

ای درد یار جیسا ہو وے سو ہی غنیمت	اتنا بھی جی نہ کھیے ہر وقت امتحان پر

ساقی ہے چرخ باز آج تو یہ رنگ ہوا پر	شیشہ ہو گے پیالے کر سنگ ہوا پر
ہو اور ہی جلوہ کی غرض بو قلمو نے	یہ قوس قزح کا نہیں نیرنگ ہوا پر
گھبرا کے دل تنگ جو کوئی سانس نکالے	اک دم میں ہو عرصہ تو ابھی تنگ ہوا پر
جو کا نغمہ باد اہل ہوس بیچ میں ہنگے	رہتی ہے سدا انکے تئیں خنگ ہوا پر
ہانتے ہیں کہ تنگ طرف جہان کے	یاں کرتے ہیں سر کنیجے کر ڈھنگ ہوا پر
ہم تو جی نہیں ساقی تو جیسے ابر ہیں کہتے	اپنی ہی نظر میں یہ ہند ہا رنگ ہوا پر
چرخ دم دل بیتاب مرا درد کرے ہے	چون نغمہ تکل آئے گا آہنگ ہوا پر

واو

او سنگدل تنہا یا کرم یا ظلم رانی اسقدر	مہربانی او سقدر نامہربانی اسقدر

جان کو آنے دے تنک نزع مین تنک ٹھہر جا
دستخطی مجھ کو بنا لے نا توانی اسقدر

کیا کہون دل کا کسو سے قصہ آوارگی
کوئی بھی بی ربط ہوتی ہی کہانی اسقدر

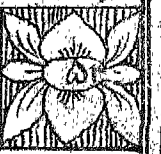

درد تو کرتا ہی معنی کے تئین صورت پذیر
دست رس رکھتے تھے کب بہزاد و مانی اسقدر

مشہور خلق مین نہین انپی کمال کر
کہتا ہون شکل آئنہ اور بی جمال کر

آنکھین تجھ آنسوون سے کبھی تر نہین ہوئین
ٹک تو بھی اے جبین عرق انفعال کر

حیرت ہی یہ کہ تجھ سے ستمگر کے ماتھ مین
آنکھون نے دل کو کیونکہ دیا دیکھہ بھال کر

اسی در و رو کر ٹک آئینۂ دل کو صاف تو
پھر ہر طرف نظارۂ حسن و جمال کر

فرد

ہنس قبر پہ میری کھل کھلا کر
یہ پھول چڑھا سکے تو آکر

ردیف الزاء

کیا ہوا مر گئے آرام ہی دشوار ہنوز
جی مین تڑپے ہی پڑی حسرت دیدار ہنوز

سر بسر زخم نمک سود ہے گو غفل سحر
شکوہ آلود نہین پر لب اظہار ہنوز

کر چکا انپے سے عیسے بھی تو پر کیا حاصل
ہیگے ویسے ہی تری چشم کے بیمار ہنوز

مو بمو سنہ ابھی سوزن مژگان ہمسے
مانگے ہے خون مین تو مین کتنی ہی دو چار ہنوز

ہی خیال اوسکی ہی زلفون کا دم آخر بھی
بندہ رہا ہی مری نظرون مین وہی تار ہنوز

اور تو چھوٹ گئی مر کے بھی اے کنج قفس
ایک ہم ہی رہے ہر طرح گرفتار ہنوز

یار جاتا تو رہا نظرون سے کب کا لیکن
دل مین پھرتی ہے مرے وہ رو و رفتار ہنوز

لیتا نہیں کسو کی اپنی عنان ہنوز
پھرتا ہی کس تلاش میں یہ آسمان ہنوز

ہی بعد مرگ بھی وہی آہ و فغان ہنوز
لگتی نہیں ہی تالوسے میری زبان ہنوز

موجود ہو جہاں نہیں کوئی کسو کے تئیں
توحید تو ہی ہوتی نہیں ہی عیان ہنوز

سو سو طرح کے ہجر میں ہوتی ہی جان کنے
مرتا نہیں ہوں تو بھی تو میں سخت جان ہنوز

ہر چند کہنہ سال ہے دنیا تو کسقدر
آتی ہی پر نظر میں سبھوں کو جوان ہنوز

کعبہ میں اور دیر میں آپ کو لایا ہوں کھینچکر
دل ہی گیا نہیں ہی خیال بتان ہنوز

رباعی

(۱)

کوہ کن سے نہ بول اے پریرو
اوسکے تیشہ کی بھی زبان ہے تیز

ساقی اب سب پکارتے ہینگے
تیرے ہاتھوں سے یاں بریز بریز

فرد

برہمن مرے وہ سمیرا نہیں ہنوز
مقصود میرے دل کا برآیا نہیں ہنوز

رباعی

(۲)

نکیا تو نے ایکبار افسوس
حال پر میرے صد ہزار افسوس

جو کہ ہونا تھا دل پہ ہو گذرا
نہ کر اے درد بار بار افسوس

ردیف الطاء

کرتا رہا میں دیدۂ گریاں کی احتیاط
پر ہو سکی نہ اشک کے طوفان کی احتیاط

خار و خزہ پڑی ہیں مری خاک میں ملی
اے دشت اپنی کھینچ دامان کی احتیاط

جوش جنون کی بات ہے فصل بہار میں
کل ہو بھی ہو سکے نہ گریبان کی احتیاط

تیری بھی دیکھنے کو ہے آئنہ کے طرح
کرتا ہوں اپنی دیدۂ حیران کی احتیاط

دل کے تئیں گرہ سے کبھو کھولتے نہیں
ہے زلف کو بھی اپنے پریشان کی احتیاط

داغوں کی اپنے کیوں نکرے درد پرورش
ہر باغبان کرے ہے گلستان کی احتیاط

ردیف تین

۵۷

لایا نہ تا تواج تلک ہاتھ سوی تیغ
وابستہ میری قتل سے تھی ابروی تیغ

ناچار مجھ سے اوس سے تو قطع کلام ہے
کرتا نہیں وہ بات سوا گفتگوی تیغ

کیجے نہ قتل اہل وفا جتنے ہیں یہ سب
بارے کہیں ٹھکانے لگے جستجوی تیغ

جان باز اور بھی ہیں پر آبروان یار
میری طرح نہ تھرے کوئی روبروی تیغ

پیاسی مرے لہو کی وہ رہتی ہے مبہم
برلائیے کبھو تو میان آرزوے تیغ

کوئی مزاج دان نہ آج تک ملا
ایک اوسکی خوی تند سی طبع ہے خوی تیغ

ای درد مثل زخم زمانے کے ہاتھ سے
دیکھا نہ آنکھ کھول کے ہم غیر روی تیغ

فرد

ای درد ایک خلق ہے جانانہ کی طرف
لازم ہے کیجے دل دیوانہ کی طرف

ردیف الکاف

۵۸

پیغام پاس بھیج نہ مجھ بیقرار تک
ہوں نیم جان سو بھی تری انتظار تک

دے وہ شراب ساقی کہ تا روز رستخیز
جسکے نشے کا کام نہ پہونچے خمار تک

صیاد اب رہائی کہاں مجھ اسیر کو
پہر کو زندگی کی توقع بہار تک

بی قدر میکشی ہے ہمارے زمان میں
ہے صرف شیشہ شیخ کی سنگ مزار تک

راہ عدم میں درد میں تنہا ہوں تیز رو
پہونچا صبا کا ہاتھ نہ میرے غبار تک

رباعیات

بیہتا رہا مین سدا اگر عمر جون فلک — بخت سیاہ پر نہ پہرے تیرا بت ملک
جونکا ہون در و بت سے او سدا کیجو آباد — اگلی نہین ہی تب ہی ملک ہی مری پاک
نہین میری تمنین کسیکا باک — ایضاً — اب گریبان ہی پاتا ہے اور چاک
گرد تو ہو گئے ترے عاشق — کیا ستم ہو زیادہ اس سے خاک

ردیف اللام

کچہ دل ہی باغ مین نہین تنہا شکستہ دل — ہر غنچہ دیکہتا ہون تو ہیگا شکستہ دل
ہاتہون سے مختسب کے ہین اب میکدہ کی خیر — ساغر شکستہ خاطر و مینا شکستہ دل
شادی کی اور غم کی ہی دنیا مین ایک شکل — گل کو شگفتہ دل کہو تم یا شکستہ دل
یارب درست گو نہ ہون تیرے عہد پر — بندہ سے پر نہو کوئی بندہ شکستہ دل
کی جبکی جون حباب نے شانہ ئی دل ہی — چہوڑا نہ پہر اوسے نہ کیا تا شکستہ دل
لازم ہی کر گشت شکن زلف مین ترے — ظالم کوئی پڑا رہی مجہا شکستہ دل

سب خون دل ہی بک ہی گیا بوند بوند کر — ای درد بیکہ عشق ہین تنہا شکستہ دل

بارے یہ داغ عشق ہوا شہر یار دل — مدت سے بے چراغ پڑا تہا دیار دل
تیری کہین گلی کی کیا تہا خیال مین — کرتا ہون اب تلک مین بڑا انتظار دل
او تہا ہی بعد مرگ بہی مانند گرد باد — ای درد خاک سی مری اب تک غبار دل

ردیف المیم

حیران آئینہ وار ہین ہم — کس سے یارب دو چار ہین ہم

پانے پر نقش کیا ہے ایسا — جیسے نا پایدار ہیں ہم
ساقی کید ہر ہے کشتی نے — اب کے کھیوے میں بار ہیں ہم
جی بھی نہ پیا کبھو نہ اپنا — اتنے نزار و نزار ہیں ہم
اوروں کے گو ہیں سرمہ چشم — اپنے دل کے غبار ہیں ہم
کوئی کیونکر نظر میں لاوے — رشک چشم ستمگار ہیں ہم
آتش میں ہیں پہ مثل شعلہ — از سر تا پا بہار ہیں ہم
چشم عبرت سے دیکھ ایدھر — نقش لوح مزار ہیں ہم
جیدھر پھرتے ہیں ادھر سے — آوارہ کوہسار ہیں ہم
از بس کہ ہیں محو لاتعین — ہر جا بے اختیار ہیں ہم
مجنوں ہو خواہ کوہ کن ہو — عاشق کے دوستدار ہیں ہم
اپنے ملنے سے منع مت کر — اس میں بے اختیار ہیں ہم
یوں تو عاشق بہت ہیں لیکن — قطعہ — اس طور کے کتنے یار ہیں ہم

۶۲ مجنوں فرہاد و ورد و واثق ایسے یہ دو ہی چار ہیں ہم

اب کے ترے در سے گر گئے ہم — پھر یہ ہی سمجھ کہ مر گئے ہم
جون نور نظر ترا تصور — تنہا پیش نظر جدھر گئے ہم
جز اہل مصابت تو جون عکس — ای آئینہ کس کے گھر گئے ہم
کہنے یہ نہیں بھلا دیا ہے — معلوم نہیں کدھر گئے ہم
تنہا عالم جب کیا بتا دیں — قطعہ — کس طور سے زیست کر گئے ہم

جس طرح ہوا اوسی طرح سے | پیمانۂ عمر بھر گئے ہم

۶۳

افسوس کہ وردا وسکو جب تک
ہووے ہے خبر گذر گئے ہم

کچھ لانے نہ تھے کہ کھو گئے ہم | تھی آپ ہی ایک سو گئے ہم
جون آئنہ جس پہ ان نظر کی | سانہ اپنے دو چار ہو گئے ہم
ہاتم کدۂ جہان مین جون ابر | اپنے تئین آپ رو گئے ہم
ہستی نے تو تک جگا دیا تھا | پھر کھلتے ہی آنکھ سو گئے ہم

۶۴

یارون ہی سے ورد ہے یہ چیرجا
پھیر کوئی نہین ہے جو گئے ہم

چمن مین صبح یہ کہتی تھی ہو کر چشم تر شبنم | بہار باغ گو یون ہی رہی لیکن کدھر شبنم
عرق کی بوند اوسکے رخ سے ہے پرتو فگن گلپر | تعجب کی ہے جاگہ یہ پڑی خورشید پر شبنم
چمن تو باغ تجھ بن خانۂ ماتم نظر آیا | ادھر گل پھاڑتی تھی جیب روتی تھی ادھر شبنم
کرے ہے کچھ سے کچھ تاثیر صحبت یا مزاج طبعو | ہوئی آتش سے گل کی بیٹھتے ہی شرمسار شبنم
بھلا تک صبح ہونے دو اسی ہی دیکھ لیوینگے | کسی عاشق کے رونے سے نہین کہتی خبر شبنم
نہین اسباب کچھ لازم سبکسارونکی اونہی کو | گئی اور دیکھتو انھو نہیر از بال و پر شبنم
نیا یا جو گیا اس باغ سے ہرگز سرانجام اوسکا | نہ پلٹی پھر صبا ایدھر نہ پھر آئی نظر شبنم
نہ سمجھا درد ہنسی مین یہ پان کر شادی و غم کا | سحر خندان ہی کیون روتی ہے کسکو یاد کر شبنم

رباعی

کہیا کہین سے سونا کسطور کرجاتے ہین ہم | شمع کے مانند سر کر بل ادھر جاتے ہین ہم

ہمکی جون شعلہ ظالم آہ نا بتغار | جب تک دیکھے ادھر تو یاں کذر نہ ہیں ہم

قرد

خلق ہیں ہیں یہ جدا سب سے رستی ہیں ہم | نال کی کنتی ہے باہر سطح رو یک ہیں ہم

ردیف النون

کلیم بخت سیہ سایہ دار رکھتے ہیں | یہی لسباط ہیں ہم خاکسار رکھتے ہیں

بسان کاغذ آتش زدہ مری کا رو | ترسے جلے ہیں دو ہی بہار رکھتے ہیں

یہ کہنے ہمسے کیا وعدہ ہم آغوشی | کہ مثل بحر سر اسکنار رکھتے ہیں

ہمیشہ فتح نصیبی ہیں نصیب ہی | جو کچھ کہ اوپچی ہیں جیسیں ہمار رکھتے ہیں

بلا ہے نشہ دنیا کہ تا قیامت آہ | سب اہل قبر اسی کا خمار رکھتے ہیں

جہان کے باغ سے ہم دل ہوا نہ ہیاں پایا | فقط یہی ثمر داغدار رکھتے ہیں

اگرچہ دختر زر کی ہے محتسب دریے | جو ہو سو ہو پر اسے ہیچ پیار رکھتے ہیں

بہ رنگ شعلہ غم عشق ہمسے روشن ہے | کہ بیقراری کو ہم برقرار رکھتے ہیں

ہماری پاس ہے کیا جو کریں خدا کو خبیر | مگر یہ زندگی مستعار رکھتے ہیں

فلک سمجھ تو سہی ہمسے اور نگر گیری | یہ ایک جیب ہی سو تار تار رکھتے ہیں

ستون کے جیر اوٹھائے ہزار رہ ہمنے | جو اس پہ بھی نہ ملیں انتظار رکھتے ہیں

بھری ہے آ کے جنوں میں ہوای آزادی | حباب وار کلہ بھی اوتار رکھتے ہیں

نہ برق ہیں نہ شرر ہم و شعلہ بیتاب | وہ کچھ ہیں پر کہ سدا اضطرار رکھتے ہیں

جنوں کے دل میں جو کچھ کہ ہے نقش عشق | سدا نظر میں وہ لوح مزار رکھتے ہیں

ہر ایک سنگ میں ہے شوخی تباں نہاں | خمک ہیں سیہ پہ دل آبدار رکھتے ہیں

وہ زندگی کی طرح ایک دم نہیں رہتا
اگرچہ دور و اوسے ہم ہزار رہتے ہیں

فرکان تر ہوں یارگ تاک بریدہ ہوں
جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض آفت رسیدہ ہوں

کینچے ہی درد آپ کھیرے فونتی
اُفتادہ ہوں بہ سایہ دیوار خمیدہ ہوں

ہر شام مثل شام ہوں میں تیرہ روز
ہر صبح مثل صبح گریبان دریدہ ہوں

کرتی ہے بوئے گل تو مری سانس اختلاط
پیراہن میں تو موج نسیم وزیدہ ہوں

یہ چاہتی ہی تو طبیعت دل کہ بعد مرگ
کنج مزار میں بہار میں آرمیدہ ہوں

ای ورد جا چکا ہے مرا کام ضبط سے
میں غمزدہ تو قطرۂ اشک چکیدہ ہوں

آہ مشتاق تری رحمت موی ہے
اک نظر ہوے سی بھی ہو تو جی جاتے ہیں

گو سلامت ہوں میں ظاہر میں بدلکی خدا
رات دن کمن کی طرح میر تپتے رہتے ہیں

تو بھی آ پاس طبیب اب تک تو بہلاوت سے چونک
اپنی ہی نوع سی ہیں وہ جو پہچانتے ہیں

ہمسے بیکاروں سے بہتر ہیں بیاہل اشتغال
ہر طرح دل کے تئیں اپنی تو بہلاتے ہیں

ورد کی طرح وہ چلتے ہیں کہ آوے کے اور
تیرے از خود شدگان جبکہ بجود آتے ہیں

گر دیکھے تو مظہر آثار بقا ہوں
در سمجھے جو عکس مجھ محو فنا ہوں

کرتا ہوں پس از مرگ بھی حل مشکل عالم
بی حس ہوں پہ ناخن کی طرح عقدہ کشا ہوں

ممنون مرے فیض کے سب اہل نظر ہیں
جوں نور ہر اک چشم کا دیدار نما ہوں

ہر اسپر نظر اگر سمجھو تو شاہ ہے
سلطان ہی اگر شاہ تو میں مثل گدا ہوں

ہی منظر انوار صفا میری کدورت
ہر چند کہ آئینہ ہون پر آئینہ بنا ہون

احوال دو عالم ہی مرے دل پہ ہویدا
سمجھا نہین تا حال پر اپنے تئین کیا ہون

آواز نہین قید مین زنجیر کی ہرگز
ہر چند کہ عالم مین ہون عالم سے جدا ہون

ہون قافلہ سالار طریق قدما درد
جون نقش قدم خلق کو ہین راہ نما ہون

نہ ہم غافل ہی رہتے ہین نہ کچھ آگاہ ہوتے ہین
انہین طرحون مین ہم ہر دم فنا فی اللہ ہوتے ہین

تقید گاہ امکان مین ہی وہ کچھ بخشش مطلق
کہ ہر واحد کو لاکھون دام یان تنخواہ ہوتے ہین

غرور حسن کم ہوتا نہین کچھ خط کے آنے سے
کہ یہ سب مورچہ پیے بہلے سلیمان جاہ ہوتے ہین

اگر جمعیت دل ہے تجھے منظور قانع ہو
کہ دہل غرض کے کب کام خاطر خواہ ہوتے ہین

پر یکہا در دکچھ مت رکھہ ترقی اور تنزل کا
کہ اپنے ذہن مین یان تو گدا بھی شاہ ہوتے ہین

تو مجھسے نہ رکھہ غبار جی مین
آوے بھی اگر ہزار جی مین

بیزار ہے مجھہ سے تو پہ مجھکو
تا تبک ہے وہی پیار جی مین

کل اب تو تا ہی ہینکے لیکن
بابل پہ چھپین کے خار جی مین

یون پاس بٹھا جسے تو چاہے
پر جاگہ نہ دیکھو یار جی مین

کیا فائدہ ورد و شور و شر سے
او بچے ہے جو کچھ سو ہا رجی مین

ہر چند تیرے سمت سوا راہ ہی نہین
تقصیر ہی آہ بان کوئی آگاہ ہی نہین

وہ مرتبہ ہی اور ہی ضمیر کے پرے
ہم جسکو بوجھتے ہین وہ اللہ ہی نہین

ہم ہی فلک سے کرتی کسی چیز کی طلب
ڈھونڈھا ہا پر اپنے دل مین تو کچھ چاہ ہی نہین

انسان کی ذات سے ہی خدائی کی کھیل بان
بازی کہان بساط پہ گر شاہ ہی نہین

سونرگ سے مین جلوہ نما کو تبان خلق
اپنا تری سوا کوئی دلخواہ ہی نہین

گر کہتی ہو کہ وہی ہادی وہی مضل
تو راہ پر مین سب کوئی گمراہ ہی نہین

ای ورد مثل آئنہ دھوندہ او سکو آپ مین
بیرون در تو اپنے قدمگاہ ہی نہین

ہستی ہی جب تک ہم ہین ہی ضطراب مین
جون موج آپ سے ہین عجب پیچ و تاب مین

نہ خانہ خدا ہی نہ ہے یہ بتون کا گھر
رہتا ہی کون اس دل خانہ خراب مین

آئینہ عدم ہی مین ہستی ہی جلوہ گر
ہی موج زن تمام یہ دریا حباب مین

غافل جہان کی دید کو مفت نظر سمجھ
پھر دیکھنا نہین ہے اس عالم کو خواب مین

ہر جزو کل کے ساتھ بمعنی ہی اتصال
دریا سے دور جدا ہی یہ ہی غرق آب مین

پیری نے ملک تن کو دیا جار اور کر بیان
تھا بند و بست اور ہی عہد شباب مین

مین اور ورد مجھسے خریدار ہے بتان
ہی ایک دل بساط مین سو کس حساب مین

ہم تجھسے کس سوس کی فلک سجدہ کرین
دل ہی نہین رہا ہی جو کچھ آرزو کرین

مٹ جائین آن مین کثرت نمائیان
ہم آئنہ کے سامنے جیسے کے ہو کرین

تردامنی پہ شیخ ہمارے نہ جائیو
دامن نچوڑ دیجیے تو فرشتے وضو کرین

ستر تا قدم زبان ہین جون شمع گو کہ ہم
پر یہ کہان مجال جو کچھ گفتگو کرین

ہر چند آئنہ ہون پر اتنا ہون لاقبول
منہ پھیر لے وہ جیسے مجھے روبرو کرین

نہ گل کو ہے ثبات نہ ہمکو ہے اعتبار
کس بات پر چمن ہوس رنگ و بو کرین

ہے اپنی یہ صلاح کہ سب زاہدان شہر
اے درد آکے بیعت دست سبو کرین

یہ زلف بتان کا گرفتار مین ہون
یہ بیمار چشمون کا بیمار مین ہون

کدہر جھکی پھرتی ہے اسی بیکسی تو
تری جنس کا یان خریدار مین ہون

ادہر بات کہنا ادہر دیکھ لینا
سمجھتا ہون سب ایک عیار مین ہون

اگر مجھسے ملیے کہو عیب کیا ہے
نہ بد وضع تو ہے نہ بدکار مین ہون

کسو بیدلا تیری تیوری چڑہا دے
تری تیغ ابرو کا افگار مین ہون

سبھی اپنے جینے سے اے درد خوش ہین
مگر ہون تو یہ ایک بیزار مین ہون

اوس نے کیا تہا یاد مجھے بھول کر کہین
پاتا نہین ہون تب سے مین اپنی خبر کہین

آجاے اسی جینے سے اپنا تو جی بہ تنگ
جیتا ہی پھر گا کب تئین اے خضر مر کہین

پھرتے رہے تڑپتے ہی عالم مین جابجا
دیکھا نہ میری آہ نے روے اثر کہین

مدت تلک جہان مین ہستی پہ رہے اکے
جی مین ہی خوب روئیے اب بیٹھ کر کہین

یون تو نظر پڑی ہین تن افگار اور بہی
دل پر لگی کوئی آپ سا دیکھا نہ پر کہین

ظالم جفا جو چاہے سو کر مجھ پہ تو ولے
پھر تجھ سا ہو سجن بنائے تو اپنی جد ہر مدر
قطعہ
پوچھا ہمیں درد سے کو تبا تو سہی مجھے
کہنے لگا مکان معین فقیر کو

بچھتاوے پھر تو آپ ہی ایسا نہ کر کہیں
لگ جاوے دیکھیو نہ کسی کی نظر کہیں
اے خانمان خراب یہ تیرا ہی گھر کہیں
لازم ہے کیا کہ ایک ہی جا گھر ہو سر کہیں

درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست
تو نے سنا نہیں ہے یہ مصرع مگر کہیں

بے زبان ہے بدہ زبان سوختن
یاوری دیکھیے نصیبوں کے
ساقی اسوقت کو غنیمت جان
وہ زخود رفتہ ہوں کہ میری تئیں
کیا کہوں اپنی میں سیہ بختی
بعد مدت کے درد کل مجھ سے

اس چمن میں کسے مجال سخن
دوست بھی ہو گئے مرے دشمن
پھر نہ میں ہوں نہ تو نہ یہ گلشن
نہ خیال سفر نہ یاد وطن
حال دل تجھ پہ ہو گیا روشن
ملا گیا راہ میں وہ غنچہ دہن

میرے اوسکے جو لڑ گئیں آنکھیں
ہو گئے آنکھوں ہی میں دو دو بچن

باغ جہاں کہ گل ہیں یا خار ہیں تو ہم ہیں
دریا معرفت کو دیکھا تو ہم ہیں ساحل
وابستہ ہی ہیں سو گر جبر ہی و گر قدر
تیرا ہی حسن جگ میں ہر چند موج زن ہے
اشخاص خلق ہم ہیں سب ممکنات سو تو ہے

گر پار ہیں تو ہم ہیں اور پار ہیں تو ہم ہیں
گر وار ہیں تو ہم ہیں اور پار ہیں تو ہم ہیں
مجبور ہیں تو ہم ہیں مختار ہیں تو ہم ہیں
تشبیہ بھی تشنہ کام دیدار ہیں تو ہم ہیں
معنی کی طرح ربط گفتار ہیں تو ہم ہیں

۷۸

اور دن سے تو گرانی اک لخت اوٹھ گئی تھی
اے دردِ ہیچ دل کی مگر بار ہیں تو ہم ہیں

جمع ہیں افرادِ عالم ایک ہیں
مجمل کے سب اوراق برہم ایک ہیں

ہو رہے کثرت میں کثرت سے خلل
جسم و جاں گو دو ہیں پر ہم ایک ہیں

نوعِ انساں کی بزرگی سے تمک ایک
حضرتِ جبریلِ محرم ایک ہیں

وال سے ہے اسپہ ہی قرآں کا وجود
بات کی مفہید میں ہم ایک ہیں

۷۹

متفق آپس میں ہیں اہلِ شہود
دو و آنکھیں دیکھ باہم ایک ہیں

نہ ہم کچھ آپ طلب بی تلاش کرتے ہیں
جو کچھ کہ یاں ہے مقدر معاش کرتے ہیں

مثال عکس ہو کوئی کہ پاک طینت ہیں
جہاں صفا ہے وہیں بود و باش کرتے ہیں

ہماری اتنی ہی تقصیر ہے کہ اے زاہد
جو کچھ ہے دل میں تری ہم وہ فاش کرتے ہیں

مزاجِ نازک دل سے اگر مکدر ہو
یہ آئینہ ہم ابھی پاش پاش کرتے ہیں

۸۰

یہ تیرے شعر میں اے دردِ یکہ نالے ہیں
جو اصطرح سے دلوں کو خراش کرتے ہیں

کام مردوں کے جو ہیں سو وہی کر جاتے ہیں
جان سے اپنی جو کوئی کہ گذر جاتے ہیں

موت کیا آکے حقیروں سے بجز لینا ہے
مرنے سے آگے ہی یہ لوگ تو مر جاتے ہیں

دیدہ و دیدہ جو ہو تا غنیمت سمجھو
جوں شرر رہ نہ ہم اے اہلِ نظر جاتے ہیں

آنکھیں اس بزم میں کیا ہیں جو ہیں دو بے رگ ہے
شمع کی طرح کہ یاں لیے تر جاتے ہیں

بے خود اہلِ ہنر سے آکر

ہم کسی راہ سے واقف نہیں جون نورِ نظر
رہنما تو ہی تو ہوتا ہی جدھر جاتے ہین

ای رگِ ابر یہ تر کان بھی اگر ٹک برسین
ایک پل مین کئی تالاب تو بھر جاتے ہین

آہ معلوم نہین ساتھ سے اپنے شب و روز
مرگ جاتی ہین چلی سو یہ کدھر جاتے ہین

۸۱

تا قیامت نہین مٹنے کا دلِ عالم سے
درد و غم اپنی عوض چھوڑے اثر جاتے ہین

اپنی قسمت کے لہتون داغ ہون مین
نصفِ عنصوی چراغ ہون مین

ہون فتادہ بزنگ نقشِ قدم
رفتگان کا مگر سراغ ہون مین

دونون عالم سے کچھ پرے ہے نظر
آہ کسکا دل و دماغ ہون مین

مین ہون گلچین گلستانِ خلیل
آگ مین ہون یہ باغ باغ ہون مین

۸۲

مین کثرت مین دید وحدت ہے
قید مین درد با فراغ ہون مین

مرتا نہین ہون کچھ مین اوس سخت دل کے ہاتھون
پستا ہون آپ اپنی کمبخت دل کے ہاتھون

تالان نہین ہی تنہا اس راہ مین جرس تو
روتی گئی ہین کتنی یہ سخت دل کے ہاتھون

ہمت رفیق ہووے تو فقر سلطنت ہے
آتا ہی ہاتھ یعنی یان تخت دل کے ہاتھون

ای خنجہ تجھ سے آگے جو کچھ کہ تہا گرہ مین
کل یان لٹا گئی ہین کل سخت دل کے ہاتھون

۸۳

ای درد آہ پہر آتا ہی ہے جی مین
پستا ہون آپ اپنی کمبخت دل کے ہاتھون

جی نذر دون کہان پہر مین جو تو مارے دامن
جہاڑ مت خاک پہ میری یہ غبار دامن

وہشت دشت ہی پر لالہ و گل سے یارب
خونِ عاشق بھی کہین ہووے بہار دامن

ہم کہ دامن سے لگے ہیں کہیں چھٹ جائیں
ہر گڑی کھینچ نہ لی رحم کنار دامن

تار باندھا ہی مرے اشک نے تا کب جوں شمع
ہی وہی تار گریبان وہی تار دامن

جب وہ پیاسا ہی کہ دامن کو اوسکے کر جیسے
ہنسکے رکھتا مری گردن پہ ہمیشہ بار دامن

فرش رہ انکہیں تو کیجیو انہیں پہ میری مژگاں
خار پا ہو وہیں کسو کی نہ یہ خار دامن

ورد تو کون ہے جو گرد پھٹکنے پاوے
دور دامن ہے ترا صدقے نثار دامن

کیوں نہ دوبے رہیں یہ دیدۂ تر پانی میں
یاں بنا شل حباب اپنا تو گھر پانی میں

اشک سی میری فقط دامن محرا نہیں تر
کوہ بھی سب ہیں کھڑے تا بکمر پانی میں

مردم دیدۂ مرے اشک ہیں یوں تر ہی ہیں
کب تہ گذران کرے اور بشر پانی میں

آتش می سے جو ساقی نے اوسکی بھڑکایا
زاہد خشک ہوا خوب ہی تر پانی میں

چشمہ آب ہو چشمہ خورشید سے کم
شعلہ سوتو کبھو شعلہ دیکھے اگر پانی میں

جس طرف چاہوں چلیوں یاں وہ سرشک آنکھ
وہم کہتا ہی کہ اب پاؤں نہ دھر پانی میں

عالم آب میں جوں آئینہ تو دیا ہی رہا
تو بھی دامن نہ کیا رونے تر پانی میں

معلوم ہیں آنکھیں یہ کیوں پوٹ بھی ہیں
رونی کی طرف کس لیے یہ ٹوٹ بھی ہیں

کشتی کی مرے آنکھیں مرے اشک ہیں یارو
جس تل نگہ سی بنتی ہیں چھوٹ بھی ہیں

ہیں مثل حباب آنکھیں تو رو رو کے بہا تن
یہ وہی کہتا ہی سدا جھوٹ بھی ہیں

سرسبز یہ کس جادہ سی ہیں آنکھیں ترا تن
مژگاں کی طرح کہیت مرا ٹوٹ بھی ہیں

ای دوڑ ہمچو ہیچ زمان آنکھیں کا بہنا
جہاں کے تئیں ٹک مرے کوٹ بھی ہیں

غزل

گھر تو دونون پاس ہین لیکن ملاقاتین کہان
آدمی رفت آدمی کی ہی یہ وہ باتین کہان

ہم فقیرون کی طرف بھی تو نگاہین دمبدم
پھینکتے جاتے ہو اپنے گرد وہ خیراتین کہان

نقد مرنے کے مری ہوگی مری روح کی قدر
تب کہا بھیجیگا لوگون سے وہ سوغاتین کہان

یون تو ہر دن رات ہر دم دل مین رہتے ہو مگر
جس دنون اپنی بغل مین تم سلاؤ وہ راتین کہان

جس طرح سے کھیلتا ہی وہ دلون کا یان شکار
ورد آتے ہین کسی دلبر کو وہ گھاتین کہان

مجھ سے اپنی تو بتا دی ہی یہ تیا مجھ کو گمان نہین
کوئی اور بھی ہی تیرے سوا تو اگر نہین یہ گمان نہین

مری جسم طرف کو نگاہ یان نظر آگیا ہی خدا ہی جان
یہ نہین کہ آنکھون کے تلے سے مری دیا ہے جہان نہین

مری دل کی شیشہ کو جو فاقہ ٹکڑے ٹکڑے ہی کر دیا
مری پاس تو وہی ایک تیا یہ دکان شیشہ گران نہین

ہی رات سارے ہی تیری یان کٹی کیونکہ وقت شمع سان
کہ نہو سکی ہی کچھ اب بیان یہ وہ بات ہی کہ زبان نہین

کوئی مجھ سے کیونکر یہ ملتا کہ پہیلی سا ہی یہ ماجرا
کہا مین تجھے نہین جانتا کیا لگا کہنے مجھ سے کہان نہین

نظر آتی ہین کہان تک یہ نگاہین بھلا
سوا ہمون کے یہ وہی عیان کوئی ہی یہان نہان نہین

مجھ درد کیونکہ سناؤن مین نہ خدا کسی کو دکھاوے یہ
جو کچھ اپنی جی پہ گذرتی ہی کہون کیا کہ اوسکا بیان نہین

دلکو لیجاتی ہین معشوقون کی خوش اسلوبیان
ورنہ ہین معلوم ہمکو سب انکی خوبیان

صورتون مین خوب ہونگی شیخ کو حور بہشت
پر کہان یہ شوخیان یہ طور یہ محبوبیان

درد دلکو دا سے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیان

تربتی شہ مین پر اوسکا بھی کیا خانہ خراب
ورد اوپر ساتھ آنکھین کی بھی اڑتی ہو بیان

غزل

۹۰ نہیں تو ہون وہ کیسا اگلا کرتا نہیں — دل مین ہی وہ وہی وفا پر جی وفا کرتا نہیں
سعی بیجا مت کرو مہر و وفا در شوخ تو — جی کو ان باتون سے ہرگز آشنا کرتا نہیں
کون سی شب ہی کہ مثل شمع جب کہلتی نہ آنکھ — جای اشک آنکھون سے اپنی خون گرا کرتا نہیں

۹۱ عشوہ و ناز و کرشمہ ہین سبھی جان بخش لیک — درد مرتا ہے کوئی اوسکی دوا کرتا نہیں

۹۲ پیری جوبن سا یہ ہم تجربہ لیا ہر امر مین — جہان چاہین قدم رکھین وہین پہلے سر ٹیکتے ہین
تماشا دو کون ہی جو تیری مجلس مین نہین ہوتا — مگر ہم ایک ہی ہین کہ نظرون مین کھٹکتے ہین

۹۳ نہین معلوم کیا ہوگا یہ دل اوس زلف مین اودھا — جہان دیکھے درا ایسے تو سو لہرون ہی لیتے ہین

۹۴ آہ پردہ تو کوئی مانع دیدار نہین — اپنی غفلت کے سوا کچھ در و دیوار نہین
ہمسے دل مردہ اگر رات کو جاگے تو کیا — چشم بیدار تو ہے بر دل بیدار نہین

۹۵ در دیان دو ہی پیالون پہ قناعت کیجے — خانۂ چشم ہے یہ خانۂ خمار نہین

۹۶ ای ہجر کوئی شب نہین جسکو سحر نہین — پر صبح ہوتے آج تو آتی نظر نہین
دل لیگیا پر ایک نہ کی سمت پر نگاہ — ایسا تو دلبرون مین کوئی مفت بر نہین

۹۷ کہ کونسا ہے دامن صحرا جہان مین — ای درد آنسوون سے جو تیری وہ تر نہین

مرے ہاتھ کے ہاتھون ای عزیزان — گریبان چاک ہے چاک گریبان

کہلا ہے باب عرفان جسکے اوپر
اوسے ہے ہر ورق گل کا گلستان

صبا جاتا ہون گریان مین چمن سے
گلون کو باغ مین رکھیو تو خندان

۹۴ کرے ہم مردہ دل کے احیان جہان جیتے ہین
تجھہ بن ای وای جو سمجھو تو کہان جیتے ہین

زندگی جس سے عبارت ہے سو وہ ریست کہان
یون تو کہنے کے تئین کہیو کہ ہان جیتے ہین

بعد مرنے کے بھی وہ بات نہین آتی نظر
جس پہ تم یہ کہو کہ ہم اتنے یان جیتے ہین

۹۵ دل تو سمجھائے سمجھتا بھی نہین
کہیے سودا ہے تو سودا بھی نہین

اوسکی باتین مجھ سے کیا پوچھو ہو تم
مدتین گذرین کہ دیکھا بھی نہین

داد کو تو پہونچنا معلوم ہے
کوئی یان فریاد سنتا بھی نہین

۹۶ ہین تو سب باتین نصیحت کی کہین
پر اثر ہوتا ہے دل کے تئین کہین

جسکے بن دیکھے نہ نیند آتی ہین
خواب مین بھی دیکھتے اوسکو نہین

صورتین کیا کیا ملین ہین خاک مین
ہے دفینہ حسن کا زیر زمین

رباعیات

اگر ہی بن سنی تو کہی ہر نہین نہین
تجھسے ابھی کہو ہے وہ باتین کہین نہین

ہین معنی بلند مری عرش سے پرے
مت کر بات در کی کرسی نشین نہین

دو تین کا ہین دو چار ہوتی ہین
ہر چہیان ہین کہ پار ہوتی ہین

ہو خالی پر دہ سے دل مت جلد
ایسی باتین ہزار ہوتے ہین

اگر پاؤن تلک دامن ترا ہان پاؤن
کہ چاہو ہون تو آنکھین کہان پاؤن

کہ ہا اس دل کہون گر جان کو ہا ہان ہا دل

دل مین رہتے ہو پر آنکھون سے کہنا مقدور نہین
گھر سے دروازہ تلک آؤ تو یہ دستور نہین

چاہیے دونون جہان جل جاوین اک شعلے کے ساتھ
ورد ایسی سرد آہین عشق مین منظور نہین

زلفون مین تو سدا سے یہ بچے ادا لیان ہین
آنکھون نے پر یہ اور ہی آنکھین کہان کہان ہین

ہر اپنے جی مین ہے کہ یہ تم جانو یا نہ جانو
پر سب تمہاری باتین اب ہنسنے یا کہان ہین

سیر کر دنیا کی غافل زندگانی پھر کہان
زندگی گر کچھ رہی تو نوجوانی پھر کہان

دیکھیہ پھیرے ہے منھ کو کہتے لگا رو کر طبیب
کوئی دم کو یہ بھی اسکی ناتوانی پھر کہان

کب دہن مین ترے سمای سخن
نہین تیرے دہن مین جائے سخن

شعر میری ہین دیکھیے مجکو
ہے مرا آئنہ صفائے سخن

کہین ہوے ہین سوال اور جواب آنکھون مین
یہ بے سبب نہین پھرتے حجاب آنکھون مین

کرے ہے مست نگاہون مین ایک عالم کو
لیے پھرے ہے یہ ساقی شراب آنکھون مین

ہر دم بتون کی صورت رکھتا ہے دل نظر مین
ہوتی ہے بت پرستی اتنے خدا کے گھر مین

ایسا ہی غم نے تیرے پامال کر دیا ہے
کچھ دل ہی نہ دل مین نہ کچھ جگر جگر مین

ردیف الف مد

اوس ذکر سے بھی مجکو کیا کام دل کے ہاتھون
نہین ہمکو تمنا یہ ملک سو تا فلک سو پھینکین

نزع مین ہون پہ وہی نالے کیے جاتا ہون
مرتے مرتے بھی تری غم کو لیے جاتا ہون

افسوس اہل دید کو گلشن مین جانہین
تر کس کو کو کہ آنکھین ہین پر سو جتا نہین

شیخ مین رشک بیگنا ہی ہون
صورت رحمت اسکے ہون

باغ نہیں ہم وہ بتِ خود کام نہیں ہو
پر اس دلِ بیتاب کو آرام نہیں ہو

خورشید کے مانند پھروں گرد تمکین یار
نت صبح نہیں ہووے مجھے شام نہیں ہو

یہ خانہ عالم ہی وہ بے ربط کہ جسمیں
ہووے جو صراحی کہیں تو جام نہیں ہو

وعدے تو مرے ساتھ کیے تو نے ہزاروں
پر ایک بھی انتوں میں سرانجام نہیں ہو

۹۸

ہر چند نہیں صبر تجھے درد ولیکن
اتنا بھی نہ ملیو کہ وہ بدنام نہیں ہو

کیا فرق داغ و گل میں کہ جس گل میں بو نہو
کس کام کا وہ دل ہی کہ جس دل میں تو نہو

ہووے نہ حرف و قوت اگر تیری درمیان
جو کچھ ہووے سو تجھ سے سو تجھ سے کہو نہو

جو کچھ کہ ہمنے کی ہے تمنا ملی مگر
یہ آرزو رہی ہی کہ کچھ آرزو نہو

چون شمع جمع ہووین گر اہلِ زبان ہزار
آپسمیں چاہیے کہ کبھی گفتگو نہو

جون صبح چاک سینہ مرا ای رفوگران
یاں تو کسو کے ہاتھ بھی ہرگز رفو نہو

۹۹

ای درد رنگ صدف سا کر سخن ہمارا
اہل صفا ہیں آئینہ دل کدورتو نہو

سمجھا نہ فہم کرکچھ ہی طبیعے سی آہ کو
شہادت غیب خدا تو حاضر ہی گواہی کو

نہیں ممکن کہ ہمنے ظلمت امکان اٹھا سکو
چھڑا دی آہ کو نی کیونکر زنگی سی سیاہی کو

عجب عالم ہی ایدہر سی ہمین ہستی رستائی ہی
اعدہر سی نیستی آتی ہی دوڑی بندخواہی کو

نہ رہ جا کہیں تو زاہد محروم رحمت سے
گنہگاروں میں سمجھا کر تو انی بیگناہی کو

۱۰۰

نہ لازم نیستی اسکو نہ ہستی ہی ضروری ہی
بیان کیا کیجیے اے درد ممکن کی تباہی کو

محلس میں بار ہو کو نہ شمع و چراغ کو
لاویں اگر ہم اپنے دل داغ داغ کو

جاتی ہو تو زلف کے کوچہ کو اے صبا
پھر دیکھیو جو جیتے رہے کسی بید باغ کو

بس بار دل زیادہ نہ ہو حسرت چمن
کھینچ ہر لیے پھروں گا میں گل گشت باغ کو

بلبل کی طرح رشتۂ الفت میں رکھیو دل
بند ہوا نہ دیجیو کہیں بال و زاغ کو

کیا چھپ رہی ہے پردۂ مینا میں خوبرو
روشن کرا نہ جلوہ سے چشم ایاغ کو

تسبیح کی تہی ہے عبث کیوں سے ہے کب
مالے سے عقد لیجیے یاں باغ باغ کو

ای دور رفتہ رفتہ کیا آپ کو بھی گم
اس راہ میں جلا تہا میں کس کے سراغ کو

ست ہوں پر مغاں کیا مجکو فرما ہی تو
ہے بوس خم کروں یا دست بوس سبو

صبح اور خورشید کے مانند میری جیب کو
چاک کا موجب ہے تو ہی تو ہی اسباب رفو

حال دنیا دیکھ کر ہر طرح جون قبلہ نما
پھر مجھے ہر پھر کے آ رہنا ادھر ہے روبرو

اور افزونی طلب کی بیدمرنے کے ہوئی
خاک ہونے نے کیا ہے ذرہ کو گرم جستجو

تیری خون آشامیاں سنتے ہیں اے تیغ زباں
ایک قطرہ ہو تو ہو پیدا ہمارا ہے لہو

جس طرح سے صبح کو ہوتا ہے رونق چراغ
دیکھیو تجکو اور کیا گلشن میں گل کا رنگ و بو

دور ہوں امادۂ میخوارگی یہ مے پرست
سر اگر کاٹے اونہوں کا محتسب مثل کدو

بات اہل درد سے کرتے ہیں بیان روشن ضمیر
نطق زبان شمع کو بھی چشم ہے گفتگو

صورت تقلید میں کب معنی تحقیق ہیں
رنگ گو ہے پر گل تصویر میں کیدر بو

سیکڑوں ہیں تخم سے اس باغ میں نکلے نہال
تخم دل کی بر نہ آئی ورد یکسر آرزو

ماؤں کی آنکھوں کے تو اس چشم حیران کو
عیاں جب ہر جگہ دیکھوں اور اپنا ہی تماشا ہو

تجھے اے شمع کیا دیکھوں زمانہ تو دکھاتا ہی
ہمین جو یگانہ آتش زدہ اور ہی چراغان کو

نہ تنہا کچھ یہی اطفال دشمن ہین ہوا نونکے
بہری ہی کوہ بھی کیا تو یان تھپر پتھر دامان کو

جکیڈے ہین تا روں کے طرح سورا خ سینے کے
چھپایا گو کہ جون خورشید مین داغ نمایان کو

نہ واجب ہی کہا جاوے نہ صادق متمنع اسپر
کہا تشخیص کیجیے نہ ہر گز شخص امکان کو

نہ مطلب ہے گدائی ہی نہ خواہش کہ شاہی ہو
الٰہی ہو وہی جو کچھ کہ مرضی اسکے ہو

نگینے کے سوا کوئی بھی ایسا کام کرتا ہی
کہ ہو نام اور کا روشن اور اپنی رو سیاہی ہو

نہین شکوہ تجھے کچھ بیوفائی کا تری ہر گز
گلا تب ہو اگر تو نے کسو سے بھی نباہی ہو

رباعیات

ای دل وہان کسو سے نہ دلکو پھنسائیو
لگ چلیو سب سے یون تو پہ جی مت لگائیو

مین تو لگی ساتھ کب تلین کشتی تر اکرون
اب اختیار ہاتھ سے جاتا ہے آئیو

اپنی شبہ یہ جو کچھ چاہو سو بیداد کرو
یہ نہ آجا ہی کہین جی مین کہ آزاد کرو

مت کہین عیش تمہارا بھی منغص ہووے
دوستان درد کو مجلس مین نہ تم یاد کرو

کہان تک اشتیاق نور خسار یار کو
آنکھون مین کب تلک مین رکھون انتظار کو

ویسا ہی تا بلک ہی وہ دامن نوای صبا
کمید سر لیے پھرتی ہی تو سرے غبار کو

سرشتہ نگاہ تغافل نہ توڑیو
ای ناز اسطرف سے منہ اوسکا نہ موڑیو

جاوی در قفس سے یہ بلبل و یہ کہان
صیاد ذبح کیجو پر اسکو نہ چھوڑیو

دے جو کہ شیشے مین تا ثیر شراب ہو
ساقی ہو تنگ عرصہ فرصت شتاب ہو

کہتا ہی آئینہ کہ نہین ہی یہ عیب اگر
دو رانکے ہاتھ سے دل آہن بھی آب ہو

کسبہ ہنہی نہ پایا مہرباں آشفتہ خو تجھکو
نہ دیکھا آنکھ بھر کے ایکدم خورشید رو تجھکو

تمنا ہین سبدل حسرت ہوئے گیکن دل ہین
ہی تو بھی نہ ہوئی کی ہمارے آرزو تجھکو

دل نالان کو یاد کرکے اے صبا
اتنا کہنا جہان وہ قاتل ہو

نیم بسمل کو ئے کسو کو چھوڑ
اس طرح بیٹھتا ہے غافل ہو

ہین نہین کہتا کہین تم اور سے جایا کرو
بندہ پرور اسطرف کو بھی کبھی آیا کرو

ردیف الہاء

ہر طرح زمانے کے ہاتھون ہون ستم دیدہ
گر دل ہون تو از رہ خاطر ہون نہ رنجیدہ

ہم گلشن دوران مین اے خضتگی طالع
سرسبز تو ہین لیکن جون سبزۂ خوابیدہ

ای شور قیامت رہ اودہر ہی مین کہان ہون
جونکی صدا بھی یان سے کوئی دل شوریدہ

اورون سے تو ہنستے ہو نظر دون سے ملا نظر مین
اید ہر کونگہ کوئی پہلی ہی تو دزدیدہ

مجھپر بھی تو یہ عقدہ تو کھول صبا بارے
زلفون نے کسے بیچا یہ نامہ پیچیدہ

بدخواہ سبھی عالم گو ہو وی تو ہو لیکن
یارب نہ کسی کے ہون دشمن آہ دل دیدہ

کرتا ہے جگہ دل مین جون ابروے پیوستہ
اے درد یہ تیرا تو ہر مصرع چسپیدہ

رکھتی ہی میر غنچہ دل مین وطن کرہ
بنچسے نہ کھل سکیگی صبا یہ کہٹن کرہ

چشم کشادکار کسو سے نہین مجھے
کہتا ہو نہین بان گنہگار تن کرہ

پہونچے گر اوس طرف کو تو نافہ ہی مین ہو نکہت مشک ختن کرہ

اپنی اگر گرفتہ دلی ذکر کیجیے
ہر سمہ وار خاطر اک انجمن کرہ

ہر چند سبھی مین ہی سدا ناخن ہزار
کہتے ہی ہر سپید کو کوئی کہین کرہ

جب چاہیے کہ عقدۂ دل تجھ سے کھولیے
ہوتا ہی از زبان پہ پیرے سخن گرہ

تنگی سے تن کے جامہ کی ہوتی ہی دل خفا
ہی چون حباب جان پہ یہ پیرہن گرہ

ہر چند کہوں تو تو پوچھ کر جی سی گانٹھ
شیرین کو دل ہی سرنہ کہلی کو بکن گرہ

کیونکر یہ کار عشق گرہ در گرہ نہو
یاں دل گرہ کی شکل ہی اور دہان من گرہ

جیتا کسی کو چھوڑتی نہ یہ گانٹھ زلف کی
زلف سیہ وہ سانپ ہی جسکا ہی من گرہ

۱۰۶ واشد کہو تو درد کی بھی ساتھ جایئے
۵ بند قبا سے کھول تک اے گلبدن گرہ

ربط ہی نازنیان کو تو مری جان کی ساتھ
جی ہی وابستہ مرا اونکی ہر اک آن کی ساتھ

انپی ہاتھون کے بھی مین زور کا دیوانہ ہون
رات دن کشتی ہی رہتی ہی گریبان کی ساتھ

جو جفا جو ہین اونہین سنگدلی لازم ہی
کام تلوار کو رہتا ہی سدا سان کی ساتھ

گر مسیحا نفسی ہی یہی مطرب تو نہیں
جی بھی جاتے ہین چلے تیری ہر اک تان کی ساتھ

۱۰۷ درد ہر چند مین ظاہر مین تو سون مور ضعیف
۶ رونہ نسبت ہی درد نے مجھے سلیمان کی ساتھ

کاش تا شمع نہوتا گذر پروانہ
تجھنے کیا قہر کیا بال پر پروانہ

شمع کے صدقے تو ہو تو نے ابھی دیکھا تھا اوسے
پھر جو دیکھا تو نہ پایا اثر پروانہ

گر ترا حسن برشتہ نظر آجاے اوسے
نت رہی آگ مین سوز جگر پروانہ

کیون اوسے آتش سوزان مین جلایا جاوے
سوجتا بھی ہی تجھے کچھ نظر پروانہ

ایک ہی جست مین ای نرل مقصود اوسنے
رہ رہو رشک کی جا ہے سفر پروانہ

شمع تو جل بجھی اور صبح نمودار ہوئے
پوچھون آکے درد مین کس سے خبر پروانہ

غزل

۱۰۸

دل پہ بے اختیار ہو گر آہ — تو ہی کہہ کب تلک نہ اوسی کر آہ
خوش خرامی ادہر بھی کیجیے گا — مین بھی جون نقش پا ہون چشم براہ
کیا کہون تجسے ہمنشین دل مین — برچھی سی لگتی ہے وہ ترچھی نگاہ
جو ہوے ہین قرار آپس مین — مین ترا آور تو مرا ہے گواہ
جس پہ تقصیر وار تو سمجھو — ابھی ایسا تو کچھ نہین ہے گناہ
ہنسنے اور بولنے کی باتین کرو — نام اوسکا نہ لو کہان ہے چاہ
دید وادید پہ رکھے جائیگا — جب تلک ہو ملاپ خاطر خواہ
بت پرستی نہین شعار اپنا — ہمکو ایسا نہ سمجھیو واللہ
شوخ تو اور بھی ہین دنیا مین — پر تری شوخی کچھ عجب ہے واہ
ہر گھڑی کان مین وہ کہتا ہے — کوئی اس بات سے نہو آگاہ

۱۰۹

در و اپنی طرف سے حاضر ہے
آگے پھر ہے تمہارے ہاتھ نباہ

جون جرس دل کے ساتھ میری آہ — نہین نالے سوا کوئی ہمراہ
قصۂ زلف یار کیا کہیے — ہے دراز اور عمر ہے کوتاہ

۱۱۰

در و درویش ہون مرے تعظیم
خلق کرتے ہے کہہ کے یا اللہ

دل سودا کو ہوا ہوس زلف گرہ گیر مین راہ — ہے دوانون کی طرح خانہ زنجیر مین راہ
ہمسے بے جانون سے شرمندہ دم عیسی ہے — ہو صبا کی نہین کب غنچہ تصویر مین راہ

نالۂ دل میں شب اک تجھکو پہرا شہر بستہ
آہ پر تو نے نہ کی ہنک دل تاثیر میں آہ

بیکسی نہ گر نظر پرسے تو آشنا کو دیکھیہ
بندہ گر آوے سامنے تو بھی خدا کو دیکھیہ

آہن ہو یا سنگ ہو سب جلوہ گاہ یار
ہیں آئنہ ہر ایک گذر میں صفا کو دیکھیہ

ردیف الیاء

اب کی بہار حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
محصل بہار جسکی ہمارے ایک یہ کلمہ دوش ہے

نجمت سیہ بزنگ شب ہے ہی کلیم پوش ہے
شمع بھی اپنی ہاں اگر ہے تو سدا خموش ہے

خلوت دل میں کر دیا اپنی حواس میں خلل
حسن تو اک چشمۂ نغمہ و بال گوش ہے

ہو وی تو دیوان سے اب اپنے تئیں اوٹھائیے
بار نہیں ہے اور کچھ سر ہی وبال دوش ہے

نالہ و آہ کیجیے خون جگر ہے پیجیے
عہد شباب کتنو ہیں موسم نائو نوش ہے

خیر تجھی جو جایئے بر قہ جنون نہ چھوڑیے
ہنسے جہان کی سیر کی رہزن خلق ہوش ہے

بیخبر و نکو پیر کہیں رست قضا نہ چھوڑ تو
شل دل ہر ایک من و زنہ ہر اخروش ہے

غیر حلال زاہدا کیا ہے طریق زہد میں
دل ہو شگفتہ جس جگہ کوچہ منیر دوش ہے

اپنے تئیں تو کام کچھ خرقہ و جامہ سے نہیں
درد اگر لباس ہے دیدۂ عیب پوش ہے

آفت جان و دل تو یاں وضع خود فروش ہے
پہلے ہر جسکی پیشکش صبر و قرار و ہوش ہے

دل کو سیاہ مست کر کچھ بھی تجھے جو ہوش ہے
کہتے ہیں کعبہ اسکو اور کعبہ سیاہ پوش ہے

کیسے یہ ہوتی ہے صبا گفت و شنید باغ میں
غنچہ سبھی دہان ہیں گل بھی تمام گوش ہے

آتش گل جنون مرا کم کرے سو یہ نہیں
سینہ ہمیشہ آگ ہے دامن بھی آتوش ہے

حادثۂ زمانہ کیا تیری جفا سو کیا بلا
ہمکو ہمیشہ ڈر انیش بھی یاں فراموش ہے

ہمسے تو ایک بیعصیت چاہیں چھپانا چھپ کے — اپنے گناہ کو ترا عفو ہی پردہ پوش ہے
آہ کہیں یہ ناتوان حال کرے سو کیا بیان — منہ پہ ہے مُہر خامشی دل مین بہر اخروش ہے
دور نہین ہوا ہمین رنج شعور ساقیا — اک دو سہ جام اور بھی باقی ابھی تو ہوش ہے

۱۱۴ — محنت و رنج و غم ہمیان درد نہ جی چھپایئے — بار سبھی اوٹھایئے جب تئین سر پہ دوش ہے
۶

اوسکو سکھائے یہ جفا تو نے — کیا کیا اے مرے وفا تو نے
بیکسی کو عبث کیا بیکس — قتل کر مجھکو کیا لیا تو نے
حال سُن سُن مرا لگا کہنے — مین سنا کچھ نہ کیا کہا تو نے
ہم نہ کہتے تھے ہو تو مت عاشق — پائی دل اپنے کچھ سزا تو نے
جسے تو جسسے تری رہا ہے مل — سُنہ لیا موڑ کیا ہوا تو نے

۱۱۵ — درد کوئی بلا ہے شوخ نراج — اوسکو چھیڑا برا کیا تو نے
۵

دل مرا پھر دکھا دیا کس نے — سو گیا تھا جگا دیا کس نے
مین کہان اور خیال بوسہ کہان — منہ سے منہ یون بھڑا دیا کس نے
وہ مرے چاہنے کو کیا جانے — یہ سُنہ لیا سنا دیا کس نے
ہم بھی کچھ دیکھتے سمجھتے تھے — سب یکایک چھپا دیا کس نے

۱۱۶ — وہ بلائے سے بھاگتا تھا اور — درد تجھہ تک ملا دیا کس نے
۴

اہل فنا کو نام ہستی کی ننگ ہے — روح فرار بھی مری جیتی یہ سنگ ہے

فارغ ہو بیٹھ فکر سے دونوں جہان کی
خط را جو ہے سو آئینۂ دل پہ زنگ ہے

حیرت زدہ نہیں ہے فقط تو ہی آئینہ
یاں تک سبھی جی کی آنکھ کھلی ہے سو دنگ ہے

اس ہستی خراب سرا کیا کام تھا ہمیں
اے نشۂ ظہور یہ تیرے ترنگ ہے

گلگیر منہ پسار نہ تو شمع کی طرف
اودسکی زبان ہے اوسی کا نہنگ ہے

کب ہے دماغ عشق بتانِ فرنگ کا
محبوب تو انہی ہستی ہے قید فرنگ ہے

عالم سے اختیار کی ہر چند صلح کل
پر انہیں سا تہ محبوب شب و روز جنگ ہے

ہیں کیا کہوں تجھی نظر آتا نہیں ہے کیا
اس گلشن جہان کا جو کچھ کہ ڈھنگ ہے

غنچہ شگفتہ ہووے ہے ہووے کہ اسمیں زر و
دیکھا ہمیں میں جا کے تو کچھ اور ہی رنگ ہے

۱۱۷ ۱۳

وحدت نے ہر طرف تری جلوہ دکھا دیے
پردے تعینات کے جو تھے اوٹھا دیے

ہوں گشتہ تغافل ہستی بے ثبات
خاطر سے کون کون نہ اسنی بہلا دیے

روتی ہیں چشم اب تئیں یہ تیری داد خواہ
کتنی ہی تیغ ابرو نے تھے چمکا دیے

عشقا کی طرح تجھنے تھی یاں نامور فلک
تو نے خدا ہی جانے کہ کیدہر اوڑا دیے

پگھلا دل اشرف مرے حال پر کبھی
ہر چند روتے روتے میں نالے بہا دیے

یارب یہ کیا خرام ہے جنبے اک آن میں
کتنے ہی مردے حشر سے آگے جلا دیے

عالم میں تھے نے پاک گہر تھے سو اک ایک
اولی سے روزگار نے یوں ہی گھلا دیے

صیاد کہتے ہیں کہ گرفتار یاں گئے
صدقے کر اپنے آج کسی نے چھڑا دیے

ابر تر پہ چشم تو کیا ہے کہ گھر کے گھر
تو نے برسا برس کی ہزاروں بٹھا دیے

دونوں جہان کی نہ رہی پھر خبر اوسے
دو پیالے تیری آنکھوں نے جسکو پلا دیے

اے شورِ حشر گردشِ دوراں ذرا ٹھہر
ٹک بھی نہ سو سکے ہیں کہ وہ بھی جگا دیے

جا سو وفا کرو نہ کرو اختیار ہے
خطرے ہو اپنے جی میں تو یوں سب اڑا دیے

۸

سیلابِ اشکِ گرم نے اعضا مرے تمام
اے وا رو کچھ بہا دیے اور کچھ جلا دیے

گر باغ میں خدا نے دو مرا لب شکر دیے
کل سامنے دہان سے منہ دھانپ کے اڑے

قاصد کے کہو پھیر ادھر ہی کو بھیجیے
یاں بیخبری آگئی جب تک خبر اڑے

ہوتے ہیں گنجِ شہیداں کو غریب
جی دیتے کو ظالم کوئی کس بات پہ مارے

زاہد کو بھاتے کیجیو بیجا دہن یہ زلف
آتا ہے تو خود دار یکو گھر میں ہی دھرا دے

کہتے ہیں کہ بیگانہ ستر ہی چلی ہے
تب جانیے کہ جب اک دو قدم چل ادھر آوے

جن خواب ہی وابستہ بغفلت یہ تماشا
کھل جائے اگر آنکھ تو پھر کیا نظر آوے

اے طبعِ رواں تیری مدد ہو تو شاید
اس بحر میں ہم سے بھی کوئی شعر ترا دے

۶

مطلق بھی نہیں وردِ اضافت سے مبرا
عہدے سے تقید کے کوئی کیونکہ پرا دے

۱۱

ذہنیت کوئی تیری غم کی میرے جی جانی ہے
کہو ٹک دل کیا خالی تو پھر بھرائی نہیں ہے

سنا دوں کیونکہ اپنا حال میں کیا سخت مشکل ہے
یہ قصہ جب لگوں کہنے تو اودھر سو نیند آتی ہے

نہیں مشتاقِ آئینہ کے وہ جو مباطینہ ہیں
صفا قلبِ عارضی ہے دور کہ دیدہ آدمی زاتی ہے

تیا سر میں دل پہ میرے حشر برپا ہے
ہوس ہم تنہا ہیں تو یہ بکھیڑا ٹھہرائی ہے

اگر آئینہ چار آئینہ بھی ہے تو نہو سکے
سپر ہوں تیر مژگاں کا سو یہ میرے ہی بھائی ہے

یہ کہاں تھا ہی رہتا ہے مجھ کو درد کیا کیجے
کہ ایسی زندگی سی چیز پر جی موت جاتی ہے

۱۲۰

جہانی یہ گرہا پڑی ہو تو ٹل سکے
مشکل ہے جبین بھی سر جی سے نکل سکے

نشو نما کی کس کو امید ای بہار ہان
مین خشک شاخ ہون کہ نہ پھولون نہ پھل سکے

تحریک ہے یہ اوس کی قدرت کی ورنہ کب
بر دست و پا سے کوئی بات چل سکے

شل جا ب جبکہ نفرت گیا گیا
مین وہ غریق ہون کہ نہ ڈوبا اور جھل سکے

کر لے نہ دیو بین خلق کی نظرون سے دل کو جم
کوئی اگر کسو کے سنبھالے سنبھل سکے

روشن ضمیر عقبی ہین عالم مین جون نجوم
چرخ دسیا سے انہیں دانے نہ دل سکے

دنیی عبث ہو شیشہ گران سنگ کو گداز
بکھلائیے جو تم سے کوئی دل بکھل سکے

۱۲۱

کہہ اور بھی غزل کوئی پر اس ردیف مین
اے درد قافیہ کو اگر تو بدل سکے

ارض و سما کہان تری وسعت کو پا سکے
میرا ہی دل ہے وہ کہ جہان تو سما سکے

وحدت مین تیری حرف دوئی کا نہ آ سکے
آئینہ کیا مجال تجھے منہ دکھا سکے

مین وہ فتادہ ہون کہ بغیر از فنا مجھے
نقش قدم کی طرح نہ کوئی اوٹھا سکے

قاصد نہین یہ کام ترا اپنی راہ لے
اوسکا پیام دل کے سوا کون لا سکے

غافل خدا کی یاد پہ مت بھول زینہار
اپنے تئین بھلا دے اگر تو بھلا سکے

یارب یہ کیا طلسم ہے ادراک فہم ہان
دوڑے ہزار آپ سے باہر نہ جا سکے

کوشش کرے بہت بھی یہ کیا حصول
دل سے اوٹھا خلاف اگر تو اوٹھا سکے

اوفتادگی نا عشق نہو آب اشک سے
یہ آگ وہ نہین جسے پانی بجھا سکے

۱۲۲

مست شراب عشق وہ بیخود ہے جسکو حشر
ای درد جا ہے لائے بخود پھر نہ لا سکے

غزل

۲۲

قسم ہے حضرتِ دل کی ترے آستانے کی
ہوس ہے جبہہ جبیں جا پر حرم کو جانے کی

طریق اپنے پہ اک دور جام چلتا ہے
وگرنہ جو ہے سو گردش میں ہے زمانے کی

کیا جگر کو مرے داغ تیر نے وحدت نے
خبر سنی جو کہیں ہیں کسی کے آنے کی

نظر نہ کیجیے تو میرے دل شکستوں پر
نہ جیبیے گا یہ کچھ بات کیا ٹھکانے کی

جفا و جور اٹھانے ہیں سے زمانے کے
ہوس تھی جبہہ جبیں کسو نا کے اٹھانے کی

۲۳

ترے ذکر تو ہے ورد یار و عالم کو
مگر تباہیے کہ اپنے تئیں بھلانے کی

۲۴

کرے کی جو دوا اپنے تئیں راس نہیں ہے
خیر وصل سو ملنے کی ہمیں آس نہیں ہے

دو اشک نکلتا ہے مری چشم سے جب کا
ہر قطرہ کم از پارۂ الماس نہیں ہے

زنہار ادھر کہو یہ سیوت چشم حقارت
یہ فقر کی دولت ہے کچھ افلاس نہیں ہے

گذرا ہی تباکون صبا آج ادھر سے
گلشن میں ترے پھولوں کی یہ باس نہیں ہے

۲۵

بیفائدہ انفاس کو ضائع نہ کر اے درد
ہر دم دم عیسے ہے تجھے پاس نہیں ہے

۲۶

یاں عیش کی پر دے میں بھی دلخراشی ہے
ہر بزم طرب جون مژہ بر ہم زنی ہے

دل تنگ ہے کیا ہے یہ ترا کس کے بھون نے
جو بخت ہے سو رشک عقیق یمنی ہے

کیا کام تجھے خوف و رجا سے کہ مری جاں
ہر جان سو بیجان ہے دل ہے سو غنی ہے

تن پروریے خلق مبارک ہوا نہیں یاں
ہر نقش قدم اور ہے ہما سو دہ نبی ہے

آگی جو بلا آئی تھی سو دل پہ ہی تھی
اب کی تو مری جان ہی پر آن بنی ہے

۱۲۵

اے درد کہون کس سے تبار از محبت
عالم مین سخن چینی ہے یا طعنہ زنی ہے

آتش عشق جی جلاتی ہے
یہ بلا جان ہی پر آتی ہے

تو ہے اور سر پہ بلا ہے ہر وقت
دم مین دم اور سر مین جان ہے

شام بھی ہو چکی کہین اب تو
آشنا بی کہ رات جاتی ہے

کچھ مناسب نہین ہے کیا کہیے
جی مین جو کچھ کہ اپنے آتی ہے

ٹک خبر لے کہ ہر گھڑی ہمکو
اب جدائی بہت ستاتی ہے

۱۲۶

درد اسکو بھی دیدکر لیجے
نوجوانی یہ سفت جاتی ہے

بے غلط گر گمان مین کچھ ہے
تجھ سوا بھی جہان مین کچھ ہے

دل بھی تیرے ہے ڈھنگ سیکھا ہے
آن مین کچھ ہے آن مین کچھ ہے

سے خبر تیغ یار کہتے ہے
باقی اس نیم جان مین کچھ ہے

ان دنون کچھ عجب ہے میرا حال
دیکھتا کچھ ہون دھیان مین کچھ ہے

اور بھی چاہیے سو کہیے اگر
دل نامہربان مین کچھ ہے

۱۲۷

درد تو جو کرے ہے جی کا زیان
فائدہ اس زیان مین کچھ ہے

آرام سے کہیو بھی نہ یکبار سو گئے
ایسے ہمارے طالع بیدار سو گئے

غرقاب عدم سے چونکے تھی ہم تیرہ روز سے
آج کو جاگ جاگ کے ناچار سو گئے

اوٹھی نہین ہے فاتحہ غیر سے صدا
دیکھو تو کیا سبھی یہ گرفتار سو گئے

تیرے لگی ہے یا کوئی آرام گاہ ہے
رکھتے قدم کے بانون تو سر پر سو گئے

۲۸
وہ مر چکے جو رونق بزم جہان تھے
اب اوٹھیے دردیان سے کہ سب یار سو گئے

آج ان نے مری زوری دلسوزے کی
زخم دل جتنے تھے یان سب جگر دوزی کے
جی پہ رہتی ہے جگر ہی نزع کسو کی میرے
اور تو کیا کہون مین اپنی سیہ روزی کی
غیر بکتے ہین عبث میری پیارے تیرے
پیوفا کی نہین محتاج بدآموزی کی
کیونکہ تشبیہ ترے مسی کو اے دے کوئی
شمع کو آتی نہین طرح دل افروزی کی

۲۹
شعر کی فکر بن آتی ہے اوسی سے جسکو
دردی کی طرح کہو فکر ہنر وزے کی

جون سخن اب یاد اک عالم رہے
مرنہ گانے تو چلی جا ہم رہے
تا ابد جون قطرہ مجھ منفعل
جس جگہ سجدہ کرے او نم رہے
یہ چلا آنکھون سے دل سو کر گداز
منہ پہ اکر جسم رہے تو جسم رہے
رک نہین سکتی ہین یان کی واردات
کب یہ ہو سکتا ہے دریا تھم رہے
ہے زمانہ وہ کہ مثل آسمان
جسکے آگے اہل رفعت خم رہے
ہم ہی اس وحشت سرا سے نہین اودس
اور بھی جاوے سو یان کم رہے
ہو محال عقل زیر آسمان
حرص ہو جس دل مین وہ خرم رہے
کیسے آتش کہا کرے یون قہقہے
جو تمیون کے گرد ہا تم رہے

۳۰
رکھ تو غنچہ غنچہ سان روے کو یاد
جب تلک اے درد دم مین دم رہے

بلبل نہ برائے باغبان سے
کل کا بھی نہ کچھ چلے خزان سے

لیتے ہین مژہ سے کام ابرو
یہ تیر ملے نہ گو کمان سے

جون غنچہ وبال دل ہے غافل
ہر خندہ کہ نکلے ہے دہان سے

مانند صبا ترے گلی مین
ہم کوئی گیا پھر انہ وان سے

ہین سیف زبان تری سیست
کہ ساغر چشم دل ستان سے

دو ہین دہ ہوا قلم کے مانند
جو حرف نکل گیا زبان سے

شبخون کے لیے فلک پھرے ہے
کھینچے ہوے تیغ کہکشان سے

ہر آن ہین وارداتِ دل پر
آتا ہے یہ قافلہ کہان سے

بدنام کرے ہے دخترِ رز
تج اوسکو نکال اپنے یان سے

ہے شمع چراغ درد میرا
دشمن دم عیسوی ہی جان سے

نہ مانگ اوشا فلک گو ہماری کنیے سے
کسے دماغ کہ ہو دوبدو کمینے سے

نہین خیال مجھ خاتم سلیمان کا
بر نگ نام ہون برکندہ دل نگینے سے

لیا ہی فیض مری دل کے آبگینے سے
بیان دانۂ انگور می پرستون نے

ترقی اوتنزل کو یان کے کچھ عرصہ
مثال ماہ زیادہ نہین مہینے سے

مجھے یہ ڈر ہی دل زندہ تو نہ مرجاوے
کہ زندگانی عبارت ہی تیری جینے سے

مآل کار سمجھا یا فقیر نے ہمکو
یہ نقد مال لگا تا ہے اس دفینے سے

سبا ہی کون تری دل مین گھلبدن ای درد
کہ بوگلاب کی آئی ترے پسینے سے

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی

امید دادپہ ہوئی دور سے سیر اوسکے
پر جو مین پہنچا تو ہاتھا سوہات نہونے پائی

کون وہ اسر و سامان ہے کہ یار سے جسکی
جسکی خاطر کہ مین برسات نہونے پائی

اوٹھے پہ شیخ جی تم مجلس رندان سے اٹھ کر
ہمسے کچھ خوب مدارات نہونے پائی

جی مین منظور تھی جو آپ کی خدمتگاری
سو تو ای قبلۂ حاجات نہونے پائی

جی فدا ہو ہی گیا اک نگہ گرم کے ساتھہ
درد کچھ اور عنایات نہونے پائی

۱۳۳

فرصت زندگی بہت کم ہے
مغتنم ہے یہ دید جو دم ہے

گر سراپا ہے آب آئینہ
اپنی آنکھون مین چشم پر نم ہے

دل پہ چاک ہے گل خندان
شادی و غم جہان مین توام ہے

دین و دنیا مین تو ہی ظاہر ہے
دونون عالم کا ایک عالم ہے

خبر و شر کو سمجھ کہ ہین دو زہر
سانپ کی زیست ہی تجھی سم ہے

ست عبادت پہ بھولیو زاہد
سب طفیل گناہ آدم ہے

سلطنت پر نہین ہے کچھ موقوف
جسکے ہاتھہ آوے جام جم ہے

اپنے نزدیک باغ مین تجھ بن
جو شجر ہے سو نخل ماتم ہے

نہ ملین گے اگر کہے گا تو
تیرے خاطر ہمین مقدم ہے

دل عاشق کے بیقرارے کو
وہ ہے سمجھے ہے جو کہ محرم ہے

۱۳۴

درد کا حال کہہ نہ پوچھو تم
وہ ہی رونا ہے غت وہی غم ہے

دل مرا باغ دلکشا ہے مجھے
دیدہ جام جہان نما ہے مجھے

چشم نقش قدم ہون مین جیسی
خاک آنکھون مین ملو طیا ہے مجھے

مجھسے ہر چند تو مکدر ہے
تجھسے پر اور ہی صفا ہے مجھے

کہین خاموش ہو کہ مثل شمع
اے زبان تجھسے ہی گلا ہے مجھے

پاون لرزے ہے مست کے مانند
شیشۂ مے بھرا ملا ہے مجھے

ور و تیرے پہلے کو کہت ہون
یہ نصیحت سے مدعا ہے مجھے

ق

ورنہ ان بے مروتون کے لیے
اور بھی ہو خراب کیا ہے مجھے

یارو مرا شکوا ہی بھلا کیجیے اوس سے
مذکور کسی طرح تو جا کیجیے اوس سے

جون جون وہ کہیے ہی تو یہی آئی ہے جبین
پھر چیڑیے اور باتین بنا کیجیے اوس سے

سو مرتبہ یون ٹھہر چکی اب سے نہ ملیے
دون بھی تو نہین بنتی ہے کیا کیجیے اوس سے

پیرار اگر مجھسے ہو مختار ہو بہتر
دل جس سے ملے اپنا ملا کیجیے اوس سے

ہم کتنے نہ تھے درد سیان چھوڑ یہ باتین
پائی نہ سزا اور وفا کیجیے اوس سے

سرسبز تمانیستان میری ہی اشک غم سے
تھے سیکڑون ہی نادی و بستہ ایک دم سے

واقف نہ یان کسو سے ہم ہین نہ کوئی ہم سے
ہینے کہ آ گئے ہین بھٹکے ہوئی عدم سے

مین کو نہین ازل سے پیدا ابد سون باقی
میرا حدوث آخر جا ہی بھڑا قدم سے

گر چاہیے تو ملیے ور چاہیے نہ ملیے
سب تجھسے ہو سکے ہے ممکن نہین ہے ہم سے

مشتاق گر ترا کہ لکھے تو کیا عجب ہے
ہون مثل کس کی کہین پیدا ابھی قلم سے

ہر چند یہ تمنا در خور نہیں ہمارے
نزدیک تو جو آوے کیا دور ہے کرم سے

اب ہیں کہاں وہ دن سر گشتگی کہ ہر سو
تھیں سب وہ ہاتھ تیری منزل قدم قدم سے

ہر اک نگاہ کانٹی تو ہو وے گا کاہے
چندان نہیں ہے مطلب مشتاق بیشتر کے

کاہے کو ہووے ہمکو گردش نصیب طالع
گر پا دیں تا بر اپنا کہتے ہم ستم سے

اے شیخ یہ نہیں ہے تسبیح کے سو دانے
ہر ورد پر ہی کچھ تو میری ہی ہے مصیبت
کہتے ہے اور ہی غم چھوڑے جو ایک غم سے

مرا جی ہے جب تک تری جستجو ہے
زبان جب تلک ہے یہی گفتگو ہے

خدا جانے کیا ہوگا انجام اسکا
میں بے صبر اتنا ہوں وہ تند خو ہے

تمنا ہے تیرے اگر ہے تمنا
ترے آرزو ہے اگر آرزو ہے

کیا سیر سب ہمنے گلزار دنیا
گل دوستی میں عجب رنگ و بو ہے

غنیمت ہے یہ دید و دیدار یاران
جہان آنکھ بند ہوگئی نہ میں ہوں نہ تو ہے
نظر میرے دل کی پڑی درد کس پر
جدھر دیکھتا ہوں وہے روبرو ہے

رونق ہے یہ نقش پا کیطرح خلق جہاں کی
اے عمر رفتہ پھر نہ گئی تو کہاں سمجھے

اس گل تو رخت ماندہ او ساون میں آشیانے
کلیں نہ تجھے نہ دیکھے مکی باغبان سمجھے

رہتی ہی کو ہے میری تسکین تمام
جوں شمع چھوڑ لی کی نہیں ہے زبان مجھے

تسبیح کا ہاتھ ہے غفلت کے ہاتھ دل
سنگ گران ہوا ہے یہ خواب گران مجھے

کچھ اور رنج غم کے سوا سوجھتا نہیں
آتا ہے یاد جب کہ وہ رنج دہان مجھے

جاتا ہون خوش داغ جو شکر اوسکو کہو
بدلا ہی وہ ہین نظر یون وہ دکھایا جائے گا

۱۳۹
جاتا ہون کہ دمبدم اب خاک مین ملا
ہے خضر راہ و رو بہ رگ روان مجھے

کب تک دیوانہ آدمی قید مین تدبیر سے
جون صدا نکلا ہی جاہی خانہ زنجیر سے

قدر مردون کی سمجھنے کی نہین یہ ماہ وار
جوہری واقف نہون وہ جوہر شمشیر سے

دیکھنا تو آگے از خود رفتگان کا حال تک
جا بجا ہے پشت بر دیوار ہین تصویر سے

سنگ ہے قدر لاکھون مل گئی ہین خاک مین
جز خرابی کے بتا کیا فائدہ تعمیر سے

۱۴۰
رو رو اب ہنستے ہین دونے پر مرے سب خاص و عام
کیا ہوے وونا لے جو لگتے تھے دل مین تیر سے

ہمچشمی ہی وحشت کو مری چشم شرر سے
آتی ہی نظر بیدر و ہین غائب ہو نظر سے

اس ہم وطنان اب کی ہے نوبت شدہ ہرگز
پہرنے کا نہین عمر کے مانند سفر سے

کہتے ہین تیغ تری دشمنی کرتی ہی مرے سے
مجھکو تو نہین کام کسو کی بھی کمر سے

جاون مین کدھر جون کل بانی مجھی گردون
جانے نہین دیتا ہی ادھر سے نہ ادھر سے

کہتے بھی سلام شیخ تر ساتہ چلین گے
ایدھر کو پھرینگے ہم اگر یار کے گھر سے

اس طرح کی روزی تو جی اپنا مرے ہے
اے کاش یہ ابر فرہ دل کھول کے برسے

کہلتے ہی مری آنکھ جو احوال پہ آپنے
جون شمع کہتا جاتا ہون مین اپنی نظر سے

اے سنگ جو کچھ تو نے کیا شیشہ کے حق مین
کرتا ہی کوئی بھی یہ سلوک اپنے جگر سے

غزل

گر خاک مری سرمہ ابصار نہووے
تو کوئی نظر قابل دیدار نہووے

سررشتۂ الفت ہی برا شیخ و برہمن
یہ رشتہ بہر سبحہ و زنار نہو وے

گر قید ہی قسمت مین ہی کہ دل سو ہو یار بے
پر دل کسو دل سے تو گرفتار نہو وے

پر موت کسیطرح تو نزدیک نہ پھٹکے
دنیا مین یہ جینے کا بو آزار نہو وے

دل دیوے ستمگار سے اظہار محبت
ایسا کہین پھر دیکھیو زنہار نہو وے

کر زندگی اس طور سے اے درد جہان مین
خاطر یہ کسو شخص کے تو بار نہو وے

دیا ہے جسکی نظر مین یہ اعتبار مجھے
کہ ایک دم بھی نہین اپنے پاس بار مجھے

سوائے تیرے کسو پر نہین ہو دا شد یان
نشان آئنہ اے چشم انتظار مجھے

ہمیشہ اپنی نظر مین سبک مین رہتا ہون
دیا ہے اورون کی نظرون مین کر خوار مجھے

کبھو بھی جبین نہ گذرا خیال مرتالی
بزنگ سایہ بنایا ہے خاکسار مجھے

تمہارے وعدی تبان خوب مین سمجھتا ہون
رہا ہی ایسی ہی لوگون سے کاروبار مجھے

یہ کون برق تجلی سہا ہی آفت جان
کہ ایک دم نہین جون شعلہ اب قرار مجھے

جفا و جور تو ظالم سبھی گوارا ہین
مگر یہ رسم جدائی ہے ناگوار مجھے

یہ آپ ہی آپ کہے ہر تو ہر یان بد لتی ہو
دکھائی تو سہی منہ بھی ایکبار مجھے

اس امر مین بھی یہ بے اختیار ہے بندہ
ملا ہے درد اگر یان کہ اعتبار مجھے

فرض کیا کہ ہی ہوس اک دو قدم بھی جانے ہی
آپ کہین کو او تیئے سوکت دل دانے ہی

دیکھیے جسکو یان او ہی اور ہی کچھ جانے ہی
کر یک شب چراغ بھی گھر مرشب چیتانے ہی

غیر سے کیا معاملہ آپ ہی رہین اپنے دام مین
تھیہ خودی ہنوا گر بہتر عجب فراغ ہے

حال مرا نہ پوچھیے میں جو کہون سو کیا کہون
دل ہی سو ریش ریش ہی سینہ سو داغ داغ ہی

کہو نہ سکی کبھو خمار بیخ نشے کی آرزو
دیدۂ آئینہ کی طرح تجھسے ہرا یا باغ ہے

سنتے ہین یون کہ آہ تو سم ہی سن جہیز تہا
اپنی تلاش ہی غرض ہمکو ترا سراغ ہی

غفلت دل ہوئی مگر بنیہ گوش خلق درد
بلبل داستان سرا ورنہ ہر ایک زاغ ہی

اپنی نہین تو ہر کہی غم ہی الہی داغ ہی
یاد کرے ہمین کبھی کب یہ تجھے دماغ ہی

جی کی خوشی نہین کرد بسترہ گل کی کہا تہ کچھ
دل ہو شگفتہ جس جگہ وہی چمن ہی باغ ہی

کسکے چشم مست نی بزم کو یون چہکا دیا
مثل حباب سر بگون شرم سی ہرا یا باغ ہے

جلتے ہی جلتی صبح تک گذری اسی تمام شب
دل ہی کہ شعلہ ہی کوئی شمع ہی یا چراغ ہے

پایئے کس جگہ بتا اے بت بیوفا تجھے
عمر گذشتہ کی طرح گم ہی سدا سراغ ہے

سیر بہار و باغ سے ہمکو معاف کیجیے
اوسکے خیال زلف سے دل کسی باغ ہی

لحظہ بلحظہ یان نیا داغ پر اور داغ ہے
تو بہی ادہر نگاہ کر حسرت سینہ باغ ہی

تیری نگاہ مست نی جب سے کی ہی بیخودی
خون ہی اپنی مثل گل ہمکو بہرا یا باغ ہے

دولت فقر کے حضور گرد ہی جاہ سلطنت
کہتے ہین جسکو یان ہما اپنی نظر مین زاغ ہی

اوسکا خیال زلف نی سب سے ہمین چہڑا دیا
گرچہ پہنسے ہین دام مین دل کہ نہین فراغ ہی

ہمنے کہا بہت اوسے پر نہوا یہ آدمے
زاہد خشک بہی کوئی سخت ہی خر دماغ ہی

اہل نظر کو رہنما در دہنین ضرور کہہ
مثل شرر وہی ہے چشم اور وہی چراغ ہے

پہنچے کسی زلف مین کب یہ ہمین دماغ ہے
لیجیے جو تم ہمہ سر سبھی کہان دماغ ہے

شعلہ دل کو ہر گھڑی ہے دم یاس مت بجھا
اپنی بساط مین تو یہان ایک یہی چراغ ہے

ہے وہ رقیب وہ سیہ آپ کے ساتھ جا بجا
کچھ بھی ہو ربط سمجھیے ہمرہ کیا سمراغ ہے

قصد ہے جس طرح کا پوچھیے آپ تک کہین
دن بھی یہی ہے جستجو رات یہی سراغ ہے

درد وہ کھینچ مگر عجب نظر پڑا کہین
آج تو اسقدر تبا کیلیے باغ باغ ہے

پہلو مین دل طپان نہین ہے
ہر چند کہ بیان ہے بیان نہین ہے

عالم ہو قدیم خواہ حادث
جسدم نہین ہم جہان نہین ہے

ڈھونڈھے ہے تجھے تمام عالم
ہر چند کہ تو کہان نہین ہے

عنقا کی طرح مین کیا بتاؤن
جز نام مرا نشان نہین ہے

جون شمع نہ راز دل کہون گا
ایسی بھی مری زبان نہین ہے

وعدے پہ ہو کیونکہ یان تسلی
ہرگز یہ مجھے گمان نہین ہے

فریاد کہ درد جب تلک مین
تیار ہون کاروان نہین ہے

عشق ہر چند مری جان مدا کہاتا ہے
پر یہ لذت تو وہی جی ہی جیسی پاتا ہے

آہ کب تک مین بکون تیری بلا سنتی ہے
باتین لوگون کی ہو کچھ دل مجھے سمجھاتا ہے

ہمنشین پوچھ نہ اوس شوخ کی خوبی مجھ سے
کیا کہون تجھسے غرض جی کی مری جاتا ہے

بات کچھ دل کی ہماری تو نہ سمجھے ہمسے
آپ ہی خوش ہو جو ہر بات پہ سمجھاتا ہے

جی مرا کر کے ترحم جو سمجھ جاتا ہون
دل دشمن یہ مجھے کھیر کے پھر جاتا ہے

راہ بینڈی کسیواوس شوخ کی تکتے ہیں ہنسی ہے — دیدہ وادید تو ہوتی ہے جو مل جاتا ہے

درد کی قدر مرے یار سمجھنا واللہ
ایسا آزار ترے دام میں یوں آتا ہے

یہ تحقیق ہے یا کہ افواہ ہے — کہ دل کے تئیں دل ہی پہچان راہ ہے
اگر بے حجابانہ روبت ملے — غرض پھر تو اللہ ہی اللہ ہے
عدم رفتگان کو جو کہنا ہے کچھ — تو قاصد ہمارا سپہر راہ ہے
نہ یاں علم و دانش نہ فضل و ہنر — فقط ایک دل ہے کہ آگاہ ہے
گئے نالہ و آہ سب ہمنفس — دم سرد ہے اگر ہوا خواہ ہے
خدا اوسکو رکھے سلامت رہے — خبر گیر دل کا وہ بیگاہ ہے

یہ کیا درد بیتمیز مصیبت پڑی
کہ دن رات نالہ ہے اور آہ ہے

دشنام دی ہے غیر کو تو جان کر مجھے — پیارے یہ لطف کیجیے پہچان کر مجھے
کل کی طرح سے آج بھی اب نیند آچکے — گھبرا رہے ہیں رہنے سے حیران کر مجھے
کہتا ہے اک نگاہ پہ آئینہ رو مرا — بس بس ہے اب نہ دیکھ پریشان کر مجھے
آنا ہے بندہ خانہ اگر تجکو عار ہے — دولت ہے یہ غریب کو مہمان کر مجھے
ہوں رو برو ترے جو تو میں سرمہ در گلو — پر کیا علاج ہے مژہ مژگان کر مجھے
صدقے میں تیرے کیا میں پڑھا کروں عشق — ہے فراغ ہی ہے فراغ ہی

ہیں شعر ہم جتنے زمانے میں یہ سب — اے درد ہم نے ہیں یہ سب

یان غیب کے جلوے کے تئین جلوہ گری ہے
جو شخص کہ گذری ہے نظر سے نظری ہے

گر ناز کیے عشق تجھے رنگ کہا دے
ہر سنگ مین شیشہ ہے تہ شیشہ پری ہے

جون شیشہ سماعت ہین تنک ظرف جہانی
وان دل مین کہ در ہے تو یان باد بہری ہے

سو طرح سے دیتے ہین اوسے پیچ ہنر مند
مجھسے نہین ملنا یہ مری بے ہنری ہے

دل تنگ ہے یہ غنچہ دل غنچہ کہلانا
جون نکہت گل اسمین تری پردہ دری ہے

ہے جون مہ نو شید رخ و سیم بسیر
تو بھی تو حریصون کی تئین زود بہری ہے

لیتا ہے خبر وہ تو سبھی خلق کی لیکن
اپنے تئین اے درد بہت بے خبری ہے

(۵۲)

تجھکو تجھسے جو کچھ محبت ہے
یہ محبت نہین ہے آفت ہے

ترک کرتے ہین عاشقی جسکو
مین جو دیکھا بڑی مصیبت ہے

بند احکام عقل مین رہنا
یہ بھی اک نوع کی حماقت ہے

ایک ایمان ہے بساط اپنے
نہ عبادت نہ کچھ ریاضت ہے

(۵۳)

آہنسون مین بتون کے نام مین یون
درد یہ بھی خدا کے قدرت ہے

گل اگر شگفتہ ہو بعض بید کچھ کہکر گیا
بلبل کفتہ ہے غنچہ را دلے تنگ گشتہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

غزل

شخص و عکس اس آئنہ مین جلوہ فرما ہو گئے
اور نے دیکھا آپکو ہم اور مین پیدا ہو گئے

آئے تھے اس مجمعے مین قصد کرکے دور سے
ہم تماشے کے لیے آپ ہی تماشا ہو گئے

شیخ صاحب کچھ نہ پوچھو خلق ہے وہ پر فساد
جسمین یان اصلاح سے بھی فتنہ برپا ہو گئے

آہ وہ شخص جو دنیا مین تھا سر بر عیب کے
ڈھونڈتے پھرتے ہین اوسکو ہو گروہ کیا ہو گئے

دل ہی بچہ تنہا خفا ہو کر یان سے اوٹھ گیا
ہم ہی تو رے دو چلنے کو مہیا ہو گئے

تہمت چندانہی ذمے دہر چلے
جس لیے آئے تھے سو ہم کر چلے

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھون مر چلے

کیا ہمین کام ان گلون سے اے صبا
ایک دم آئے ادہر اودہر چلے

دور سے تو دیکھا تماشا یان کا بس
تم رہو اب ہم تو اپنے گھر چلے

آہ بس جی مت جلا تب جانیے
جب کوئی افسون ترا اوس پر چلے

ایک مین درویش ہون ویسا ہی دوست
زخم کتون کے سنا ہی بھر چلے

شمع کے مانند ہم اس بزم مین
چشم تر آئے تھے دامن تر چلے

ڈھونڈتے ہین آپ سے اوسکو پر اے
شیخ صاحب چھوڑ گھر باہر چلے

ہم نہ جانے پائے باہر آپ سے
وہ پے آتے آگیا جدہر چلے

ہم جہان مین آئے تھے تنہا ولے
ساتھ اپنے آپ اوسے لیکر چلے

جون شرر اے ہستی بی بود یان
باری ہم بھی اپنے ہارے پھر چلے

ساتیا یان لگ رہا ہے چل چلاؤ
جب تک بس چل سکے ساغر چلے

۱۵۶ دروکچہ معلوم ہے یہ لوگ سب
کس طرف سے آئے تھے کیدھر چلے

بات جب آنداں پڑتی ہے
تب کہین تیرے کان پڑتی ہے

آتش عشق قہر آفت ہے
ایک بجلی سی آن پڑتی ہے

آخر الامر آہ کیا ہوگا
کچھ تمہارے بھی دھیان پڑتی ہے

بات پڑتی ہے دل پہ جو آخر
خلق کی بھر زبان پڑتی ہے

میرے احوال پر نہ ہنس اتنا
یون بھی اے مہربان پڑتی ہے

۱۵۷ شعر ہے اور درد ہے یعنے
بات مین اور ہے جان پڑتی ہے

اک ان سنبھلتی نہین اب میری سنبھالی
بیطرح کچھ ان آنسوون نے پاؤن نکالے

جو کچھ کہ دکھاویگا خدا دیکھین گے ناچار
صدقے ترے اے کہار تو لیجیے دکھائے

ایسے سے کوئی اپنے تئین کیونکہ بچاوے
دل رفتون سے بچ جائے تو آنکھون سے چھپائے

وہ سرخ لباس اور وہ سیکے گلے مین نظر آیا
جسکے ہین مرے دل مین پڑے داب نہ لائے

کب تجھ پہ گذرتا ہے کبھی میرا سا احوال
یون چاہیے سو تو اور سہی کچھ بات بنائے

کیا جانیے کس دل کے تئین آہ وئین گے
رفتون کو تو بیطرح یہ اب چھوڑی ہین کہائے

پہر رہ گئے قیامت ہے اگر اب بھی نہ آؤ
مرنے کی جدائی کے دن اتنے تو نہ ہائے

ابرو نے ترے صف ہے اب تئین سنبھالے
مژگان نے وہ ہین کردی تب سامنی سہائے

۱۵۸ وعدے کی تو مدت نہ کہی درد کچھ اور سنے
اس غم کو بھلا کیجیے کوئی کب تئین جائے

غیر جو بیفائدہ باتون پہ گل کھایا کیے
ہم بھی ناحق داغ اپنے دل کا دکھلایا کیے

دل کی دل جانے مجھے تسکہ تو ملنی کا نہین
گاہ گاہی پاس میرے آپ تو آیا کیے

دن تمہارے تو کٹی یار سے خوشی سے ہر طرح
ہم بلا سے یان پڑے راتون کو گھبرایا کیے

دل برا ہوتا ہی کوئی تجھ سے پرایون ہو عبث
ہم سدا غیرون سے ملنا تجھ کو سمجھایا کیے

چین تو مجکو نہ آیا ایک ساعت اے نصیر
رات دن ہر چند اپنے دل کو بہلایا کیے

دیکھنے پاتا نہین ہر کوئی جسکی جہانویان
وہی چلی ہر طرح مجکو در بدر سایا کیے

اپنے دروازہ تلک بھی وہ نہ آیا ایکبار
ہر گھڑی اوسکے تئین ہم جسکے پہ جایا کیے

یا تو وہ راتین تھین پاتی یہ نوازش ہیر سے
یا تو اب مجکو نہین ہے پاتی دبوایا کیے

تب ہمارے اوسکے اتنک یون نہی تھی درمیان
۱۵۹ بات ایسی ویسی ہم خاطر مین کم لایا کیے

ہوا جو کچھ کہ ہونا تھا کہین کیا ہی کر و بیٹھے
بس ایک ساتھ ہم دونون تمہارے ہاتھ سو بیٹھے

بسا اپنی مین ہم تو آپ سے اب تو نہین ملتے
نہ تھا کچھ اور اپنی پاس جسکو کیہے کھو بیٹھے

ہوئے مجھ کو ہمارے ہجر کی اور وصل کی باتین
پہلے تھی دھوند ہی جسکو سو وہی آپ ہو بیٹھے

دغا کا پیشہ ہی تھا پیر پر ہرگز نہ اوسظالم
لگا تھا خون دامن ہی سو وہی آپ ہو بیٹھے

نہ اوشو در و اپنے بیترے ہی طمع کر ہرگز
جو کچھ یون ہے آوے سو تم اپنے بو بیٹھے

جوبان دغا ہی ہوا اول فعل مین دا یکبارہ کر بیٹھے
ہم اپنا دل فعل مین دا یکبارہ کر بیٹھے

نہ پوچھو عشق کی سو ظلم کے عالم مین کیا کیا کیا
عجب طرح کا اوٹھایا کیہ جسکے گھر گھر بیٹھے

محبت نے تمہاری دل مین ہی اتنا تو سر کھینچا
قسم کھاؤ لگو تب ہاتھ میری سر پہ دھر بیٹھے

کوئی دانائی رہی ہمکو بلا سے گردش دوراں
نہیں آتا ہمارے جی میں سودا نیک و بد کرنا
پر کہا کیلیے تنہا کوئی جانے جو کہہ جانے
سدا رہتے ہیں یوں تو لوگ یاں یہ ہر اور ہر مٹھے

۱۶۱

کوئی نیچہ اوس کے یاں جا سکے ہے رسن چڑھ جلدی
چلے ہے منصور گھڑی اوٹھہ اوٹھہ کے ہم اور دو پہر بیٹھے

بہوتیرے یاد آنے کو ڈراتی ہے
کبھو امید و عدوں کی کبھو یاں دلاتی ہے
چلا ہوا جو ہو جاتا ہے جلوہ وصل کا گاہی
جدائی پھر تو اک مدت عوض کیا کیا دکھاتی ہے
کبھو رونا کبھو ہنسنا کبھو حیران ہو رہنا
محبت کیا بلی جھگی کو دیوانہ بناتی ہے
اگر رحم ہو تو یہی کشتہ ستم سے اوس کے
طپش دل کی سنبھالوں یوں ہی چھاتی ہے

۱۶۲

بہرے ہے اس مرج ہوا جو تو اے درد بجو دسا
بتا تجکو بھی تک بارے وہ کیا آفت کہ آتی ہے

ہر گھڑی سے ڈبا نپنا چھپانا ہے
الغرض تو بتو دکھانا ہے
وصل سے بھی تو سیری ہوتی ہے
کہیں اس بات کا ٹھکانا ہے
دل لگا دکہ یا گلے ہے لگو
داؤ ہے لگے جو لگانا ہے
ترچھی نظروں سے دیکھنا ہر دم
یہ بھی اک بانکپن کا بانا ہے
یہی اپنی بھی گون کے باتیں ہیں
آ ہے جانا جدہر کو آنا ہے
واہ رے یہ زبان کے تیز
ہر سخن جو کچھ نہ کچھ سنانا ہے

۱۶۳

دیکھیے کیجیے نہ سیر درد
درد کو جی تو منہ دکھانا ہے

دل بجھے کیون ہے بیکلی ایسی
کون دیکھے ہے اپنے پہلے ایسی

سب برا کہتے ہین تو کہنے دو
بات لڑنے ہو تم بھلی ایسی

وہ ملیگا تو ہم سے ملتے ہین
آپ لگ چلیے کیا چلی ایسی

خون ہوتا ہے دل کا یان آؤ
مہندی پاؤن مین کیا ملی ایسی

اوسکے گھر مین کدر ہی پہونچیے جا
دل بتا دے کوئی سگے ایسی

مسکرایا خوشی سے وہ جس طرح
باغ مین کب کھلی ہے کلی ایسی

۱۶۴
درد گھبرا کے تو جو یون چونکا
کیا اوٹھی تھین کہ ملیلے ایسی

کیف و کم کو دیکھیو ہی کیف و کم کہنے لگے
جب بے وش اپنا کہا راز قدم کہنے لگی

غیر کچھ کہتا ہی مین بھی مبدم کہنے لگے
بات تم اب اپنی دل کے بیسے کم کہنے لگے

واہ وا قسمت کی مجبوری کو دیکھا چاہیے
وہ ہوا بی پردہ تب ہم اوسکو ہم کہنے لگی

عاقلو تم بات اپنی جی سمجھتے ہی نہین
ہر کسی کا وو دہن جسکو صنم کہنے لگے

۱۶۵
بت پرستی کفریان دلکی گرفتاری ہی درد
چاہنے جسکو لگے اوسکو صنم کہنے لگے

دشوار ہوئے ظالم تجھکو ہی نیند آنی
لیکن سنی نہ تونے اک بھی مری کہانی

منظور زندگی ہی تیرا ہی دیکھنا تھا
ملتا نہین جو تو ہی پھر کیا ہی زندگانی

تحلاج اب نہین ہم ناصح نصیحتون کے
ساتھ اپنے لے بائین لیتی گئی جوانی

مرنے سے آگے کیا ہی مر جائینگے تو مر جائین
بہتر نہ ملیے ہمسے گر یون ہی جی مین ٹھانی

میری غبار کا کچھ پایا نشان نہ ہرگز
صحرا مین جا ملی ہر ذرہ خاک چھانی

غزل

۱۶۶

جب کہا مین کہ تک خبر لینا
دل پہ آفت نہان ہے پیارے

ایک دم مین تو جی ہی جاتا ہے
ریست اب کوئی آن ہی پیارے

تب گلا کٹنے ہیچ یون ہی ہوگا
کیا پر اسکا بیان ہے پیارے

میرے دل کی جو پوچھ تو یہ ہے
جان تو اپنی جان ہے پیارے

۱۶۷

مجھ سے مر جائین گے تو مر جاوین
جان ہے تو جہان ہے پیارے

۱۶۸

تیری گلی مین نہ پہرون اور صبا چلے
یون ہی خدا جو چاہے تو بندہ کا کیا چلے

کسکی یہ موج حسن ہوئی جلوہ گر کہ یون
دریا مین جو حباب تھے آنکھین مچا چلے

ہم ہی جرس کی طرح نوا سنج قافلہ کے ہاتھ
نالے جو کچھ بساط مین تھی سو سنا چلے

کہ بیٹھیو نہ ورد کہ اہل وفا ہون مین
اوس بیوفا کے آگے جو در کر وفا چلے

۱۶۹

زندگی آپ ہی اپنی گھٹتی ہے
جنسی ہر چیز ہے اوٹی بکتی ہے

زلف کی کج ادا کہان دیکھو
سر پٹکتی ہے منہ سے جا لپٹتی ہے

آج بے آہ کے ہوا کچھ اور
دیکھیے کس طرف سے بلٹتی ہے

۱۷۰

جو خرابی کہ دردیان پہیلی
دست قدرت سے کب سمٹتی ہے

۱۷۱

گر نہ ہم عاشق ترے نزدیک ننگ ہے
کر لے نہ مجکو قتل تو پھر کیا دریغ ہے

اس خانماں خراب کے جاوین مین کہان
دل پر تو بید قصد بیابان ہی مع ہے

میری درشتیون کو سمجھتا ہون کشتی — تجکو بھی میرے ساتھ عجب عزم جنگ ہے

۱۷۰ — کرتا ہے اسقدر تو خفا درد کو عبث
ظالم وہ اپنی جان سے آپ ہی تنگ ہے

آہستہ گذر تو صبا کوی یار سے — چیں نہ کبھو مرے مشتِ غبار سے
اوس سنگ دل کے وعدہ خلافی کو دیکھیے — پتھرا گئی ہین آنکھین مری انتظار سے
سینے کو چاک صبح کے مانند کر دون — جون گل فتاب سنکے مرا دل کنار سے

۱۷۱ — ای درد غیر کا نہین تجھکو مرے تئین
جو کچھ گلا ہے مجھکو سو ہے اپنی یار سے

دیکھو تو لگا مین آگ دیکھے مرتے مرتے — یا نکل جا یگا جی نالے ہی کرتے کرتے
لا گلابی دی مجھے ساقی کہ یان مجلس سے — خالی ہو چکا ہے پیمانے کے بھرتے بھرتے
جو گیا کوچہ مین اوسکی نہ پھرا یہ پھر کو — ای صبا جاتی تو ہی جا پھیر پھرتے پھرتے

۱۷۲ — درد جو نقش قدم تھا سر رہ بیدار سے
سٹ گیا اور رہی ہی کہ پانکے دبتے دبتے

آیا ہے ابر نور چمن مین بہار ہے — ساقی شتاب آ کہ ترا انتظار ہے
فرصت سمجھ کے اپنی نظر پھیر کہین — گھڑی اجل سر پہ تیر تو بہر وار پار ہے
رونا نہین ہے شاید ہنسنا یہ بے سبب — گردن پر اوسکے خون کسیکا سوار ہے

۱۷۳ — نادان نظر سے اپنی گرا دے نہ درد کو
جو کچھ کہ ہے سو ہے یہ ترا دوستدار ہے

اب گاہ گاہ سید ہی ملاقات رہ گئی — حد ہو چکی کہ دیدنی عنایات رہ گئی

یاں لب پہ لاکھ شکوہ ترا کہ کے رکھ دیا
کہنے کو جی تو چاہتا ہے پر کہی گئی

بارے بھی بیدلی کی اودے مری حشیم تر کے ساتھ
آخر کو بار بار کے برسات رکھ گئی

۱۷۴

وہ دخت رز کہ چھلتی ہے ہمساں کو
کہتے ہیں درد باس بھی اک رات رکھ گئی

۱۷۵

ترچھی نگہ اگر تو ہے پر اس سے کچھ پیار بھی ہے
ساتھ انکار کے پر دل میں کچھ اقرار بھی ہے

زاہد اشک غمی کی بھی خبر رکھ لینا
ساتھ ہر دانۂ تسبیح کے زنار بھی ہے

چشم رحمت سو ادھر کو بھی نظر کیجے گا
اسی امید پر آیا یہ گنہگار بھی ہے

۱۷۶

دل بھلا ایسے کو اے درد نہ دیجے کیونکر
ایک تو یار ہے اوپر ستم آزار بھی ہے

جب نظر سے بہار گذرے ہے
جی پہ رفتار یار گذرے ہے

وہ زمانہ سے باہر اور ہے جسے
رات دن انتظار گذرے ہے

جیکے تو ہو کے سامنے گذرا
آپ سے بار بار گذرے ہے

۱۷۷

نالۂ زار درد کا ہر اک
چوٹ دل کے پار گذرے ہے

ترچھی نکتا عبث ہے کسی بات کے لیے
ہیں آگیا ہوں صرف ملاقات کے لیے

یوں ہی تمام جھگڑے ہیں رگڑے ہیں ہو گئی
ہر دن خراب پہر تو عمر رات کے لیے

لگے سامنے کو اگر کیجے سعادت
لگا دوں اب کسی سے ملاقات کے لیے

۱۷۸

ہم جانتے ہیں درد اندھیری میں رات کو
تو رنگ رہا ہے چہرہ جس گھات کے لیے

غمناکی بیجا رونے کو دل چاہتا ہے
گر اشک بجا پیکے آنسو نہیں ہوتا ہے

دو دن کی فرصت یاں ہے سو رنج مانے
ہم تجکو دکھا دینگے کچھ آہ بھی ہوتی ہے

خورشید قیامت کا سر پر تو اب آ پہونچا
غفلت کو جگا دینا کار نیک ہوتی ہے

۱۷۰

خورشید نہ تنہا ہے گردش دین مانے کی
یاں اپنے دنوں کے ہیں شبنم بھی تو روتی ہے

جو ملنا ہی مل پھر کہاں زندگانے
کہاں ہیں کہاں تو کہاں نوجوانی

عجب خواب غفلت میں ہیں پھر تو سب کے
سنا لو ٹک اب اپنی اپنی کہانی

دلا سا تو دیجو تو ٹک جا کے اوسکو
تڑپتی ہے بیکس مری جانفشانی

۱۷۱

نجاوینگا جب تک مرے جی میں جی ہے
ترا غم ہے پیارے مرا یار جانے

درد اپنے حال سے تجھے آگاہ کیا کرے
جو سانس بھی نہ لے سکے سو آہ کیا کرے

فرصت گی ہے رشتہ تسبیح کا حصول
دل میں کسکو آہ کوئی راہ کیا کرے

جو ہال پہ بیوفائی معشوق کی سبب
یہ کچھ گذر چکا ہو وہ پھر چاہ کیا کرے

۱۷۲

دل دے چکا ہوں روز سے کافر کے ہاتھ میں
اب میرے حق میں دیکھیے دلدار کیا کرے

آنکھوں کی راہ ہر دم اشک رواں ہے
جو کچھ ہے میرے دل میں سو منہ پر مری عیاں ہے

غنچہ ہے دل گرفتہ گل کا ہے چاک سینہ
گلشن میں ہے تو یہ کچھ آسودگی کہاں ہے

آہوں کی شمکش میں کہیں دیکھیو ٹوٹے
تا نفس ہے اے دل وابستہ میری جاں ہے

گر نام اب جہان میں عجا نہیں ہے کوئی
عنقا کا نام تو ہے ہر چند بے نشان ہے

غزل

۹۱

دل تڑپتا ہے درد پہلو ہے
مرگ آ پہونچ کہ قابو ہے

خسروی سے بچا تا نہیں ہون مین
کہ مرا سر ہے یا کہ زانو ہے

مے صہبا نہ کر مجھے اے شیخ
مے پرستون کے حق مین آبرو ہے

۹۲

جلوہ گر ہے ترے مین اے ذرے
بسکی خاطر تجھے تگا پو ہے

ہستی ہے سفر عدم وطن ہے
دل خلوت و چشم انجمن ہے

ہر جند کہ سنگ دل ہے شیرین
ہیکن فرہاد کوہ کن ہے

دیکھا تو یہ شور شش مین وما
ہنگامہ مہل جان و تن ہے

۹۳

مت جا ترو تاز کے پہ اسکے
عالم تو خیال کا چمن ہے

نہ وہ نالون کی شورش ہے نہ آہون کی ہے وہ دھومے
سپند کیا درد کو پیارے لگی کیون آج ہے سونی

بھار دیکھنا مہ کہ حقیقت گر نہین پر ہتا
محبت کو شرارون نے یہ چھاتی جس لئے دہکی

طپش کو اول کے مین سمجھا تھا یہ آنسو بجھا دینگے
ولے یہ آگ تو پانی سے بڑھکی اور بھی دونی

۹۴

پڑی ہے خاک پہ یہ لاش اوس رشک شہید ان کی
لہو کے آنسوون روتا ہے جسکو قتل کر قاتل

غزل

۸۵

کیسکے تئین نہ دیکھیے کس پہ نگاہ کیجیے
کہو یہ جسطرف نظر تجھیے راہ کیجیے

خندہ شکن ہو غنچہ وہ دل شگفتگی کیا کرے
اوسکی طرف سے ہو سو ہو آپ نباہ کیجیے

۱۹۶ ۳

کعبہ کو بھی نہ جایئے دیر کو بھی نہ کیجیے نہ
دل میں کسی کو دردیان ہووے تو راہ کیجیے

۸۶

تو دو بہار دان ہے یہ زمان ہم جوان ہے
لیلیے بہار دس سی آہ یہ دو دن کہان رہے

آباد رکھیو خانۂ دنیا کو اے سپہر
یہ چند ہم بھی آن کی یان میہمان رہے

۱۹۷ ۳

دل اپنے پاس کو کبھو رہتا نہیں ہے دردو
پر ہے یہی دعا وہ رہے خوش جہان رہے

۸۷

اگر آہ بھریے اثر شرط ہے
وگر ضبط کریے جگر شرط ہے

ہر انمین فاحش ہے انسان مین
پر کسکے کو اوسکے نظر شرط ہے

۱۹۸ ۳

قدم عشق مین درد رکھتا تو ہے
وہ جانے کہا مین خبر شرط ہے

۸۸

نخت جگر سے آنسوون کے ساتھ بہ گئے
کچھ یار ہای دل مین کہ پلکون مین رہ گئے

کس طرح سے اوسنے ہی شمن کی بات نہان
ہر چند ہم بھی باتون مین کچھ کہہ تو کہہ گئے

۱۹۹ ۳

اوسکی نظر مین درد یہ کچھ بات ہی نہین
دانستہ مین ہم اپنی جو کچھ سنکے سہ گئے

۸۹

نیرنگ کب خطا سے بے خبر ہے
اگر آدم نہین تو بھی بشر ہے

صفاے درد سر سنبل ہے لیکن
نہین کھتا ہی اوسکا درد سر ہے

۱۹۰
سراپا چشم ہوں جون آئنہ پر
کسو پر درد میرے کب نظر ہے

۱۹۱
کروں کس کے تئیں اے شرر گرم جوشی
نہ دیکھی زمانے کی تو چشم پوشی
خبر اپنی لے اے گلستان خوبی
کرے ہے تبسم ترا گل فروشی

۱۹۲
نہ پست ہے برے نرگس چمن مین
کسو کی تو آنکھون نے کی بادہ نوشی
جگر پہ داغ نے میرے یہ گلفشانی کی
کہ اوسنے آپ تماشے کو مہربانی کی
مرے ہے نارتراشی نہ کر سکا فرہاد
اگرچہ اوسنے بھی اک عمر تیشہ رانی کی

۱۹۳
ہم اتنی عمر مین دنیا سے ہو گئے بیزار
عجب ہے خضر نے کیونکر کی زندگانی کی
دل ہمت سینہ یا طرف سر کو منہ کرے
بہوڑا یہ درد دیکھیے کیدھر کو منہ کرے
کیا کہے مرغ قبلہ نما سے یہ مرغ دل
سجدہ اودھر ہی کیجیے جیدھر کو منہ کرے

۱۹۴
اسکے تئین بھی دفتر رنگ تو منہ لگا
مین جا تو پھر یہ زاہد اگر گھر کو منہ کرے
ست آکھیو تو رسمین کہ مشہود کون ہے
ہر مرتبہ مین دیکھیو موجود کون ہے
دونون جگہ مین معنی مولی ہے جلوہ گر
نما فعل ایاز کون ہے محمود کون ہے
تجھ پر کھلا ہے راز انا البصیر اگر
ہر فعل تو مبھیو مقصود کون ہے

۱۹۵
ولہ
یہ خلق تجھ سے مست نے بیخبر رہے
کس زاہد کی تو تجھ مین صمیم سحری ہے

ہر اک شرر بارے یون سر و چراغان — کیا گل کھلی مرے سینہ مین بہری ہے
غافل تو کہ ہر بیکے ہی تیرے دل کی خبر لے — شیشہ جو غل مین ہی اوسی مین تو پری ہے

رباعیات

جان تراک جہان رکھتا ہے — کون میری ہی جان رکھتا ہے
تیرے یہ ڈھنگ اور تجھ سے میان — درد کیا کیا گمان رکھتا ہے
نہین چھوڑتی مجھے ہستی — گر کھینچ لیجائے مستی مجھے
زہ نے نے اے درد جون گرد باد — دکھائی بلندی و پستی مجھے
کیا جانیے کیا دل پہ مصیبت پڑی ہی — اک آگ سی کچھ ہی کہ وہ سینے مین گڑی ہے
اسطرح سے اک بخت جو سونے نہین تھتے — معلوم ہوا درد کہین آنکھ لڑی ہے
بس ہی یہی مزار پہ میرے کہ گاہ گاہ — جائے چراغ کوئی دل مہربان جلے
اے درد کیا عجب ہی مرا اشک و آہ سی — ڈوبی اگر زمین و گرا آسمان جلے
آیا نہ مین جی کو نہ دل سے تپک گئی — مین چپ ہون کہان تین چھپائے تو چھپ گئی
اب کون حال دل کہے اوس مست ناز سے — اک آرزو تھی سو وہ بھی سر اپا تپک گئی
دل ہی نہین پہ بیقرار نہ ہووے تو کیا کرے — اپنا جب اختیار نہ ہووے تو کیا کرے
عاشق تو جانتا ہی نہین اور کون ہے — اوسکو پر اعتبار نہ ووے تو کیا کرے
نہ ملیے یار سے دل کو نہ کیجے آرام سوتا ہی — اگر ملیے تو مشکل ہی کہ وہ بدنام ہوتا ہے
جو حسن و عشق دل سمجھے ہین گر اپس مین چہرکا — پران دونون کے اوپر غیر مین اپنا کام ہوتا ہے
کہی پیغام درد کا کہنا — گر کوئی کوے یار مین گذرے
کون سی رات آن ملیے گا — دن سہیت انتظار مین گذرے

ہمارے جامۂ تن مین نہین کچھ پود بس باقی
گریبان مین ہے مثلِ صبح اک تارِ نفس باقی

لگا یک عشق کی آتش کا شعلہ سا مقدر مین
نہ پھوٹا سر مین دل مین کوئی عارض حسن باقی

کہ خون کا بحر و بر مین ہو کہ ہے مدہوشی مے
نہ نے دریا مین بہا دیکھا نہ بلبلون کا جوش باقی

وہ سکتہ خامشی کی کچھ کہنی مین آ سکتے نہین
جسے راز محبت کہ پایا ہو سدا خاموش رہے

کہ جان ہے تو جان کے آزار سا تہ ہے
یان زندگی کی مردن دشوار سا تہ ہے

دنیا وہ فاحشہ ہے کسو سے نہین بچی
دیکھا جسے تو اوسکے برابر سا تہ ہے

پہنچے ہے فاختۂ عشق کہ پر جاتا ہے
راہ رو آپ سے اس رہ مین گذر جاتا ہے

کرو دیتا ہے مرا نالہ جنون کے دل سے
کچھ نہ کچھ کام تو اپنا بھی یہ کر جاتا ہے

کہ معرفت کا چشم بصیرت مین نور ہے
تو جس طرف کو دیکھیے اوسکا ظہور ہے

آتی ہے دل مین اور ہی صورت نظر مجھے
شاید یہ آئنہ بھی کسی کے حضور ہے

نہ کچھ فقیر سے کام نے یار سے
کہین جھوٹون اس دل کے آزار سے

مجھے دیکھ کے دشنام کہنے لگا
نہو کا خوش اسا بھی تو بیزار سے

خیر اس کو جو مین اب کہا تو کہنے لگے
تیری خاطر مین کبھو شاید کہ ہم آنے لگے

کون ایسا آرزو پہ ہے کہ تم اوسکی طرف
آنہ پہرتے تنی کبھو یا دم بدم آنے لگے

افراد

سلجھتی بات جو گرمی مین ہم دیوانہ ہی سمجھے
یہ اوبھیڑا نظر آتا تو اپنا دل ہوا دیکھے

گل کہانی نہ جھوٹون نے وہ کل کچھ نہ کہہ کہلے
یہ داغ اپنے دل کے تو ہے خاکسین ہے

غرض کہ دیکھیا مین ہان تہان تو ہے
اگر نہان ہے تو تو ہی وگر عیان تو ہے

دل کو سب قید زندگی سے آزاد کیا
مر چکے اب تو ہم ہر طرح شاد ہوئے

یارب سحر اتنی تو اب درگذر کرے
کوئی خانماں خراب کسی دل مین گھر کرے

اے شمع آبدار کا گریہ یہی دور ہے
پیارے تو رنجیون کا تری چیز پیار ہے

پیرانہ سر تو جے دہن اور ہوس جہان تو ہے
اگرچہ مین یہ نہین جانتا کہان تو ہے

یہ عمر تی ہین نہ نیند آتی نہ دو صورت بسر تی ہے
یہ جیتے جاگتی ہمیشہ قیامت گذرتی ہے

نہ بان قصہ سکندر کا نہ ذکر سلیمان
ہماری بزم مین ہوتا ہے اوری ذکر سلطانی

ارے بیگانہ جہان نقش فنا کا ہی نگین ہے
دل جس سے لگا پھر اوسے دیکھا تو نہین ہے

طلسم ہستی موہوم دل پر سخت چیز ہے
بزنگ عکس مجکو آئنہ سد سکندر ہے

تسبیح کر سکی دل ہے تو کفر آثار ہو جاوے
اگر عقد کہین تسبیح کے زنار ہو جاوے

تیرے آنکھین کہا دیکھی تو نرگس مست ہو جاوے
اگر دیکھے یہ قامت سرو گلشن پست ہو جاوے

نالہ ہے سو بے اثر اور آہ بے تاثیر ہے
سنگدل کیا تجکو کہی اپنی ہی تقصیر ہے

تجھ بن کہون کیا تجھسے مین کیطرح کٹی ہے
نے دن ہی بٹرتا ہے نہ یان رات کٹی ہے

کیجے کیا آہ کدہر جائیے
چھوٹیے اس دگہ سے جو مر جائیے

اس طرح جی مین سانس گھٹکی ہے
سانس ہے یا کہ پھانس کھٹکی ہے

مشابہ کوئی اون آنکھون سے کم ہے
یہ نرگس ہے سو مرفوع القلم ہے

عبث دل بیکسی اپنی پہ تو ہر وقت روتا ہے
نکو غم ہے وہ دانے عشق مین ایسا ہی ہوتا ہے

بت پرستی ہے اب نہ بت شکنی
کہ نہین تو خدا سے آن بنی

نہین ہے ہر لب یہ خندہ دندان نما ہر دم
کسو کو تو ہنسے پہ یعنی دانت رکھتا ہے

نرس در دجدائی تری سہ نکو مارا ہے
اگر آزار بھی ہوتا ہے تو وجع مفاصل ہے

دیکھا رخسار تیری کے صفا
آئینہ کی بان اوکھڑتی ہے قلعی

رباعیات متفرق

مدت سے تیرے باغ و بوستان کو دیکھا
یعنے کہ بہار اور خزان کو دیکھا

جون آئنہ کب تلک پریشان نظرے
اب موند لے آنکھ بس جہان کو دیکھا

دیکھا ہی مین زندگی کا جب سے سپنا
جلنا ہی سدا ہی مجکو نت ہے کہنا

تقصیر معاف تب ہی ہوگی اے درد
جون شمع کرونگا جب تدبوس اپنا

اے درد یہ کون صبر کو لوٹ گیا
یون تجھسے جو ضبط یک بیک چھوٹ گیا

کیا تجھپہ مصیبت پڑی ایسی ظالم
کہہ تو سہی جی ڈہا کہ دل ٹوٹ گیا

عاشق تجکو جو گھر بنایا ہوگا
کیا کیا کچھ دل مین اوسکے آتا ہوگا

اوروں سے بھی تجکو تو خوش معاملگی ہے
تیرا جی دون ہی بہل جاتا ہوگا

پیدا کرے ہر نفس تو فکر نیا
مشکل ہے کہ حرص ہی ہو دل پر گرد نہ

جنت مین بھی اکل و شرب ہے ہر
اوروں کا بہشت مین بھی ہوگا دھندا

اے درد یہ پیمانہ جو آکر دیکھا
کچھ تو ہی بتا کہ دل لگا کر دیکھا

مانند مژہ اوٹھہ گئی صف کی صف سے
جسنے تو جد ہر آنکھ اوٹھا کر دیکھا

جسنے بھی کہو جام و سبو دیکھا تھا
جو کچھ کہ تہا مین روبرو دیکھا تھا

اون باتون کو اب جو غور کرتے اے درد
کچھ خواب سا تہا کہ وہ کہو دیکھا تھا

موند آنکھہ سدا کب تلین دن ٹالیگا
غفلت کی نیند مین یون ہی پالیگا

اے درد مراقبہ تو کرتے ہو دلے
تمکو اپنا گریبان مین بھی سوجھ آئیگا

تمکا کون کیا کسو سے کہنا
اپنا اپنا ہر ایک کا ہے لینا

گذرے ہے اب اسطرح اپنی اے درد
رونا چلے پڑے ہے جیسے رہنا

یارب مقصود خلق کیا مین ہی تہا
ایسا تحفہ جہان مین یا مین ہی تہا

کچہ کام طور مین نہ آیا مجہ سے
بس تجکو یہ مجہسے مدعا مین ہی تہا

آرام نہ دن کو بیقراری کے سبب
نی رات کو چین آہ وزاری کی سبب

واقف نہ تہی ہم تو ان بلاؤن سے کبھو
یہ کچہ دیکہا سو تیری یاری کی سبب

کیا فائدہ گر بانہے یاں دیدۂ تر
ہے پردۂ چشم دل ہی کوری دگر

جون آئینہ ہر چند کہلی آنکہ رہے
آتا ہے نظر مین عیب اپنا جوہر

یون دیکہہ کی اہل غم سے مجکو رنجہ
کہتا ہی سمجہ تو سہی گر کچہ ہے شعور

اتنا بہی نہ مر کوئی دنون جیتا رہ
ملتا ہے تجہے پھر بہی جو مجہسے منظور

ای درد اگر بہی مین ہی جوش و خروش
رہتے ہین وے رہل تامل خاموش

سو جون کو شراب کے وہ پی جاتے ہین
گرداب کے مانند جو ہین دریا نوش

ای درد یہ درد جیسے کہونا معلوم
جون لالہ جگر سے داغ ہونا معلوم

گلزار جہان ہر ار ہوے لیکن
میرے دل کا شگفتہ ہونا اسلوم

ای درد بہت کیا پر یکہا ہمنے
دیکہا تو عجب جہان کا لیکہا ہمنے

بینائی نہ تہی تو وہ بکتے تہی سب کچہ
جب آنکہ کہلی تو کچہ نہ دیکہا ہمنے

غم کہاتے ہین اور آنسو پیتے ہین
دن رات ہمہی عجب طرح بیتے ہین

کہتے ہی ہر کچہ کہ گذری ہی کیا کیجے
یہ تو خوبی یہ کہ اب تلک جیتے ہین

جب سے توحید کا سبق پڑہتا ہون
ہر حرف مین کتنی ہی ورق پڑہتا ہون

اس علم کے انتہا سمجہنا آگے
ای درد ابہی تو نام حق پڑہتا ہون

ای درد سبون سے بر لا کہتا ہون
تو جیتے مین جیتا نہ رہتا ہون

ملا کو ہی اسمیں نہیں چاہی انکار
بندا بندا خدا خدا کہتا ہوں

۲۰ دریا پہ عبث جاتی ہی ساقی سے کہو
لے آئینہ دیکھے ظالم اس عالم کو

آنکھیں تری یوں نشہ سی جاتی ہیں چڑھے
جوں کشتی چڑھاؤ پر کہنچی جاتی ہے

۲۱ کی بہت طرح زید میں عمر تباہ
اب کیجیے دل کو معرفت سے آگاہ

عیوں کو چھپے مسواک اسی میں دیکھا
کوچہ ہے یہ سر بستہ نہیں اسمیں راہ

۲۲ کب جیسے ہو دنیا کی طلب بیٹھ سکے
جس دل میں ہوس بہر ہوس بیٹھ سکے

کیسی ہی شدو حق سہی ہوتی ہی نصیب
اوٹھ جاے نظر سے خلق تب بیٹھ سکے

۲۳ مت پوچھ کہ میں نے عمر کیونکر کاٹی
جس طرح سے کٹ گئی یہ دوں کر کاٹی

کس واسطے چاہیے پر کیا اتنا
دو روز کی زندگی ہی جوں کر کاٹی

۲۴ ہر بات کی یہی کب تئیں مرتی رہیے
کب تک یہ کفر دل میں بھرتی رہیے

اب وردِ جو کچھ کہ زندگی باقی ہے
اللہ کو اپنے یاد کرتے رہیے

۲۵ ای بحر علوم سب کو باری بارے
ہی تجھ سے ہی اب جعل فیض جاری بارے

تا حشر تری مریدی و پیرے کا
جوں موج یہ سلسلہ رہیگا جاری بارے

۲۶ آزادی معرفت نے ای درد کبھی
عقدہ نہ کیا قبول جے پر کوئی

کہیوں انتی اٹک رہی ہی اب قید حیات
یہ بھی جو گرہ سی ہی سو کھل جاوی کبھی

۲۷ پیری ہی چلی اور گئی جوانی اپنے
اے درد کہاں ہی زندگانی اپنے

کہتے ہیں اب آپ ہم کہانی اپنے
کہتے ہیں اب آپ ہم کہانی اپنے

۲۸ یاد اوسنے ہی کچھ رسم تغافل کم کی
تا شیر بڑی ہی یاکہ اپنے غم کی

روز کو مری تو لے ہی دو نظروں میں
اس گوہر اشک کی بھی قدر چمکے

۱۲۵ تجھ سے لیلیٰ درد کو کسی سی نہ بنے — بنتیرون نی چاہا یہ کسی سے نہ بنی
یہ خانہ خراب رفتہ رفتہ آخر — ایسا بگڑا کہ اپنے جی سے نہ بنی
۱۲۶ جان کاہل ہی یان نال کی پیدائی ہے — دون نال سے کال کی شناسائی ہے
۱۲۷ دیکھی تنزیہ اور تشبیہ تمام — وہ اسکی یہ اوسکی یون ہی کام آئی ہے
۱۲۸ کچھ آپ ہی گر کی آپ ہی کچھ جنتا ہے — کہتا ہی کچھ آپ آپ ہی کچھ سنتا ہے
ای درد ہمیشہ یہ دل دیوانہ — کیا کیا کچھ اودھیڑتا ہی اور بنتا ہے
۱۲۹ عاشق ہوے جبکے اوسکے محبوب بنے — دلخواہ سب اوسکے ساتھ اسلوب بنے
تسبیح بھی جو کچھ بنی سو دیکھی تمنے — بس درد عذاسی رات تسبیح خوب بنی

رباعی مستزاد

اے درد شب فراق ہی ہر طرف رسا گر دل سے ہے راہ
ہر خط مین لکھی ہوئی ہے آیات خدا گر تک تو نگاہ ٥
جون آئینہ حیران ہون مین سرتاپا ہی عشق گواہ
آتا ہے نظر حسن مین جلوہ کیا کیا اللہ اللہ

مستزاد

گر شوق ہی تمہین حق کے پہچاننے کا ابرام کرو
کہتا ہون سخن چھوٹا سا پر ماننے کا اک کام کرو
ہے غیر اگر تم مین تو لازم ہے تمہین پہچانو اوسے
ور تم ہی ہو تو فائدہ کیا جاننے کا آرام کرو
کیسی تمکو بہاوت ہین اور کیسے تو سکہ پاوت ہین

یہ پہلواری درد ہین کچہ اور ہی دکہاوت ہین
کلیان من مین سوچت ہین جو پھول کوئی کہلاوت ہین
مجدن واکو بیت گیو ہے وادن ہی کو آوت ہین

محبت

۱

باطن سے جنہون کی نین خبر ہے
ظاہر پہ اونہین لوگ نظر ہے
پتہر مین بہی عشق کا اثر ہے
اس آگ سے سوختہ جگر ہے

۲

ہر سنگ مین دیکہہ تو شرر ہے

خاموش ہو ترک گفتگو کر
باطن کے صفا کی جستجو کر
حیرت مین وصال آرزو کر
آئینۂ دل کو روبرو کر

۳

دیدار نصیب ہر نظر ہے

ہستی نے کیا ہے گرم بازار
لیکن ہے یہان نگاہ درکار
سختی سے نہ رکہہ قدم تو زنہار
آہستہ گذر میان کہسار

۴

ہر سنگ دکان شیشہ گر ہے

دیدار نما ہے شاہد گل
اور زلف کشا ہے وصل سنبل
جب دل نے مرے کیا تامل
تب پردۂ رنگ و بو کیا حل

۵

دیکہا تو ہمہ جلوہ گر ہے

نزدیک و بعید ہے برابر
ہست و بود و یاس سے مکدر
آئینۂ وہم ہے سراسر
مانند نگہہ نکل تو باہر

۶

تیرے نین تجہہ مین ہی مغر ہے

ہر عجز میں کبریا ہے محجوب
ہر نقص میں ہے کمال مطلوب
کوئی ہے نہیں جہان میں معیوب
آتے ہیں مری نظر میں سب خوب
گر عیب ہے پردۂ ہنر ہے

اے دور رموز کبریائے
کہہ سمجھے ہے زاہد ریائے
بے عجز نہیں ہے واں رسائی
ہے مجھکو جہاں یہ پر کشائے
پرواز شکست بال پر ہے

ہم وحشیوں کے دل میں کچھ اور ہی اُمنگ ہے
وحشت بھری ہے اور ہی اور ہی ترنگ ہے
ان کشتگان کے آگے تو غصہ بھی ننگ ہے
اہل فنا کو نام سے ہستی کی ننگ ہے
یوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے

نے فکر صبح کی نہ غم شام تھا ہمیں
نے شوق بادہ تھا نہ سر جام تھا ہمیں
جب تک عدم میں تھی مجھے آرام تھا ہمیں
اس ہستی خراب سے کیا کام تھا ہمیں
اے نشۂ حضور یہ تیرے ترنگ ہے

نے یاں سوائے آب ہے نے عرض نان کی
نے دہشت مقر نہ ہوس ہے جہان کی
زاہد یہ باتیں سب ہیں تری امتحان کی
فارغ ہو بیٹھ فکر سے دونوں جہان کی
خطرا جو ہے سو آئینۂ دل پہ زنگ ہے

کیا قسمت میں اسکے پاس نقد دین کو لائے
کہیں دنیا دکھاتی ہیں کہ یوں سوا یہ بن جائے
ہمیں یہ سوچ ہے وہ خود روش ہے ہر اگر آئی
پراہ ہو جو ہم پر نہ دین نہ دنیائے
دل دارم و اندوہ ہمی دارم و سودائے

کہ ان بلا و فنون نے حیرت سکھلائی تھی
ہوس کرتا ہے ہر ترے عشق کی ہر ایک ادا پہ

ولی یہ شعلۂ سرکش تو یون گرمی کو ہے کم — نہ بزم چشم مراقت را عجب بیتابی دارد

بغیر از سینۂ پیکان ندیدم خوش کند جائے

ستاتی ہے مجھی ہر لحظہ ج ادائی دوست — کرے ہے دشمنی اے مجھ سے آشنائی دوست
بہتری ہی اور طرف جائے دلربائی دوست — یہ تو بھی دل مین ہے میرے کیا وہی صفائی دوست
وفا مری نہین دیکھے ہے بیوفائی دوست

مجھ تو شب مین کندا ہی صبح تک شام — پھر اب جو شام ہوئی صبح تک کسے ارام
غرض کہ کٹ گئی عمر اتفاق تلخ تمام — کہی جو شکے مرا حال وہ مجھے کیا کام
نگاہ کیجیو یک رنگ بیوفائی دوست

ترکیب بند

شاہا تو شہ ملک عفو و دین تو — ہے تخت نشین دل نشین تو
ہون لفظ بسے آشنا مین — ہے معنے لفظ آفرین تو
اے زیور دست غیب ہر جا — انگشت نما ہے جون نگین تو
کافر ہون نہ ہون جو کافر عشق — ہے نازبتان نازنین تو
دشمن ہے کہان کیدہ سر کو دوست — ہے گرمے بزم مہر و کین تو
دیرانے دل دے گمان تو — آباد ے خانۂ یقین تو
ہیہات جہان یہ کور چشمان — ڈہونڈہ ہین تجھے تو ہے ہین تو
کرتا ہے یہ کون دیدہ بازے — کر رو سے نظر نہین تو
تو ہے تو ہے دل کی بے حجابی — ہے پردۂ چشم سنگین تو
۳ صندوق مرا تو ہی تو ہی تابوت — صندل ہے کہ بہر کہان ہے دراج

مین منتظر دم صبا ن ہون
جون غنچہ کرفتہ دل بنا ہون

اک عمر گذر گئی سمجھتے
معلوم کیا نہ مین نے کیا ہون

تنکا بھی تو ہل سکا نہ مجھ سے
شرمندۂ جذب کہربا ہون

بیگانہ جو مجھ سے وان پہر ہے
تقصیر یہ ہے کہ آشنا ہون

موجود نہ بوجھے کچھ وہ کافر
گر آوے خدا بھی مین تو کیا ہون

اپنے تو نہ کوسے تیرہ بختے
ہر چند کہ سایۂ ہما ہون

سیدل تو نکر مجھے سمجھ تک
مین ہی تو بساط مین رہا ہون

مشکل ہے مجھے کہین رسائی
کوتاہیِ طبع نارسا ہون

پائی نہ گل وفا کے بو مجھے
اس باغ مین جا بجا پھرا ہون

آیندہ نہ کیجیے محبت
دنیا بے ثبات ہی جا عبرت

میرے دم سرد سے نہین دور
خورشید اگر ہو قرص کافور

ہون داغ ہین زخم دل کے ہاتھون
بیٹھا ہی رہا سدا یہ ناسور

پوچھے کوئی جبکی بات مجھسے
کرنا ہے مجھے ترا ہے مذکور

ہے غم یہ ترا کہ روز و شب یون
رکھتا ہے ہماری دل کو معمور

ایذا مین ہے دیکھیہ کیا حلاوت
بے نوش نہین ہے نیش زنبور

یان کہو یہو تو سمجھ کے آنکھین
شمع مجلس ہے مثل شانۂ طور

اتنا نہ ہوا مین اوڑ سلیمان
کچھ تخت سے کم نہین پر مور

قائل نہین اختیار کا مین
بندہ ہے سمجھ مین اپنے مجبور

تو عشق کے رنگ کی سیر کر تنگ | واصل ہے کوئی کوئی ہے ہجور

چھوڑا نہ وہ شمع مل گئے یون
ہین بلبل و گل جدا جدا دن

اس زیست کا اعتبار کیا ہے | کبھی دم ہین یہ رند کے ہوا ہے
گذرا ہے نظر سے ایک عالم | یہ چشم نہین ہے نقش پا ہے
عالم تک ادھر تو دیکھ لے تو | کر کی پل مین فدا ہی جانے کیا ہے
بتاتا تو ہے دل کے تئین ولیکن | تو جان یہ خانۂ خدا ہے
ہے دید فنا ہے حاصل چشم | عقدہ یہ حباب پر کھلا ہے
ہے ہر تجھی سے تو یہ عالم | تو مجکو بتا کہان چھپا ہے
شاید ہے امید پا بیدارے | یہ وہم ترا کدھر گیا ہے
ہی تو نہ منہ کسے سے ست پھیر | تیرے دل مین اگر صفا ہے
پائے خبر نہ مین ز دل کی | کیسے وہ خیال مین گیا ہے

ہر میرے تئین سوز دل کا
سہرا ہون ہے یہ داغ دل کا

ت کہ فلک مین ہی پھرے ڈھنگ | کسکا ہے سمجھ تو تنگ یہ نیرنگ
اے رشک بہار ہے بجھی سے | یہ سبزے زمین پہ اُبا در رنگ
برعکس سمجھ صفا کو اوسکے | آئینہ کے دل مین ہر بہر از رنگ
ای غنچہ گران نہین یہ لینا | پکھلا ہے شراب پر دل سنگ
رتا ہے تو صلح غیر سے تو | ہے ہے ہے اگر ارادہ جنگ

حیرت کا مرے تو یہ اثر ہے
وہ دیکھے مجھے دیکھ رہا ہے

مین پھونن خیال کی طرح وان
گر مجھ سے تو ہو ہزار فرسنگ

کرتا ہے یہ دل تو زور زاری
ہے سنے سے زیادہ تر خوشی ننگ

مین غنچہ دل گرفتۂ دل
تو عقدہ کشائے ناظر تنگ

جوں خم مجھے شکفتہ دل رکھ
منت تہ تیغ سے اپنے منفعل رکھ

عاشق ہے اور اضطرار کرنا
اک جا نہ کہین قرار کرنا

ہم بھی ہین امیدوار پر کے
ایدھر ہے صبا گذار کرنا

اے عشق قسم ہے تجھکو مین
پہلے تو ادھر ہے وار کرنا

دل اوسکے گلے کو جب چلے تو
میرا بھی تک انتظار کرنا

مینا کو نہ توڑ محتسب تو
میرے تئین سنگسار کرنا

ظالم ہین ترے یہ چشم قاتل
عاشق سے انہین نہ چار کرنا

ہو میرے سوا یہ کس سے ناحق
اپنے تئین یون نزار کرنا

اے وعدہ خلاف کب تلک تو
بیفائدہ انتظار کرنا

آشفتہ دلون کو مت ستانا
زلفون مین نہ شانہ مار کرنا

وابستہ ہے اون سے جو دل
مت ٹوٹ پڑے کوئی کہو دل

مت تئین عشق دل پہ ورنہ
دیکھا تو عبث کا درد سر تھا

آنکھون نے جدھر کی تیر بازی
تھا دل ہی مرا کہ وان سپر تھا

زخمی نہ بچا ترے نگہ کا ۔۔۔ جو زخم تھا سو وہ کارگر تھا
ہوتا ہے کون اوس شوخ کے ۔۔۔ میرا ہے تو یہ دل و جگر تھا
پوچھا ہمیں کہ دل کو کیوں اوجاڑا ۔۔۔ کہنے لگا خوب اپنا گھر تھا
ہمیں ہم بھی صبا ترے تو ہمراہ ۔۔۔ مدت سے ارادۂ سفر تھا
ہے زلف پھرے ہے کیوں بھٹکتا ۔۔۔ تجھ میں بھی کہو تو کچھ اثر تھا
کیوں رد و قبول میں ہے جھگڑا ۔۔۔ تجھ سین تو عیب نے ہنر تھا
ہی دیر جہان کہین میں دیکھا ۔۔۔ وہ یار مرا ہے جلوہ گر تھا

خاموش ہو مت جتا کسو کو
آتا ہے نفس خدا کسو کو

احوال حضرت میر درد علیہ الرحمہ تذکرہ میر محسن علیہ صاحب سے لکھا گیا

سرامد اولیا و متاخرین سرخیل کملا مرین جنید عصر شبلی دھر
تقسیم تعلیم فقر و قناعت واجب الاطاعت ماہ کامل فلک
شب زندہ داری شیر اعظم سمائے نکوکاری مسجد گرد
قوم فضل و کمال نماز نیاز گذار مصلائے کہکشان تمثال واقف
سوز راز شمع بزم سوز و گداز جرعہ کش شراب معرفت اند خانہ طر
صاحب ذوق در محبت واقف نزاکت کریب الفت محک طلائے
سرو سیم گلشن آہ سرد عارف اسرار ولی حق آگاہ مژگان چشم
رجان مردمک دیدۂ ایمان چلہ کش گوشۂ صبر و رضا عزلت گزین
دنیا سرخیل اہل مراقبہ مجاہد نفس و صاحب سکا خفقہ صفدر

سب قدیر جناب فضائل مآب خواجہ میر المتخلص درد خلف
الرشید زبدۂ کملاء و اکابر صاف باطن نیک ظاہر خواجہ محمد ناصر
متخلص بہ عندلیب باشندۂ قدیم دہلی خلافت شاہجہان آبادی سلسلہ
اونکی بیت پاک کا فقراء مین سید بہاء الدین نقشبند اور امراء مین
نواب ظفر خان سے جو عہد حضرت جہانگیر بادشاہ غازی مین سردار
نامی تھے ملتا ہے اوائل حال مین والد مغفور انکے منصب دار
بادشاہی تھے لیکن جب دنیا کو ترک کیا اور کوچۂ سلوک مین
قدم رکھا اول گلچین گلشن بہار حضرت شیخ المشائخ شیخ سعد اللہ
المعروف بشاہ گلشن قدس سرہ العزیز کے ہوے اور ایک مدت
رہنمائی شیخ صاحب موصوف سے ہزارون جادۂ نفس اور تصفیہ
باطن کے لیے جب تعلق خار شیدا رد ور ہوا اور بوے گل مراد فنا
فی اللہ سے معمور ہوا حسب الحکم شیخ ممدوح حضرت خواجہ محمد زبیر
علیہ الرحمہ کی خدمت مین حاضر ہوے اور اونسے بیعت سلسلہ
نقشبندیہ مین حاصل کر کے بخوبی علم باطن سے ماہر ہوے میر درد
صاحب نے بعد نشو نما پہلے علم فارسی وغیرہ بقدر ضرورت اور
فنون سپاہگری اور علم موسیقی کو حاصل کیا چندے روزگار پیشہ
رہے الغرض جب حصول دولت فقر پر طبع مائل ہوئی اپنے والد
ماجد سے بیعت کر کے اوسی سلسلہ مین داخل ہوے علوم دینی کو
فقہ حدیث شریف مین کمال حاصل کیا من بعد مجاہدۂ نفس کی طرف

قطعہ تاریخ

خاتمہ کتاب

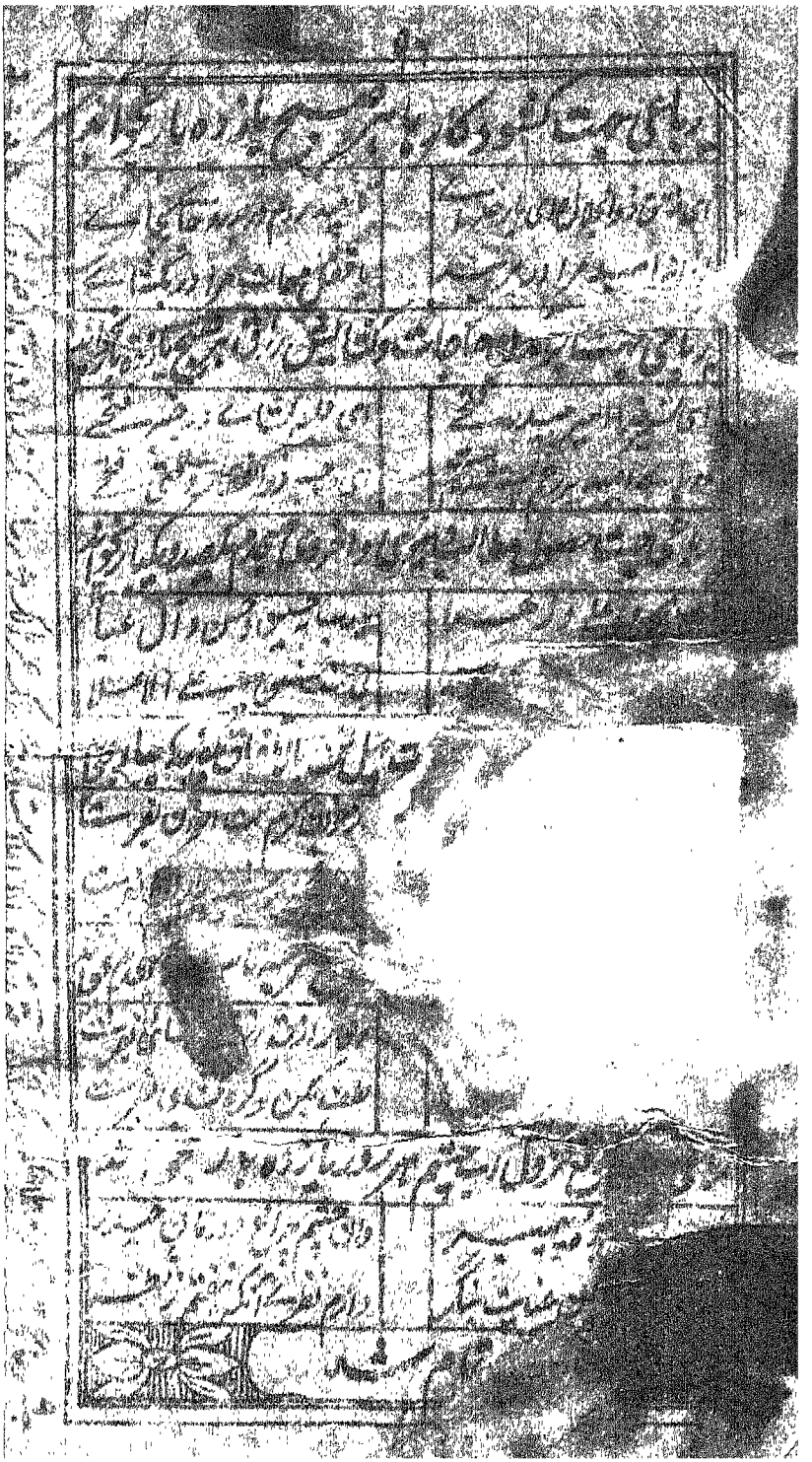

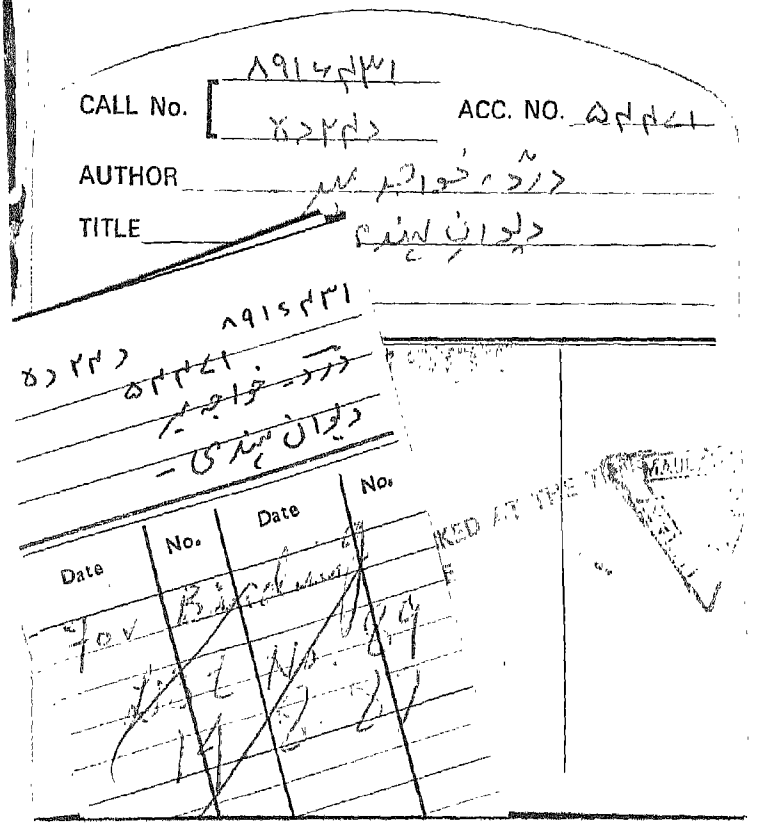

MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1.00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 Paise per volume per day for general books kept over-due.